نورانیت محمدی ﷺ پر

قرآن وحدیث سے ثبوت



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ و السلام علیک یا رسول اللہ

تخلیق نوری محمدی ﷺ پر قرآن و احادیث اور علماء امت اور مخالفین کے ارشادات

﴿نو الانوار ھو النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم......﴾

موضوع : ''نورانیت محمدی ﷺ پر قرآن و حدیث سے ثبوت

مرتب : احمد رضا قادری عطاری سلطانپوری

نظر کرم : علامہ ظفر القادری بکھروی

ماخذاز : کتب علماء اہل سنت و جماعت

انتساب

میں اپنے اس مجموعہ

...... نو الانوار ھوالنبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم ......

کو حصولِ برکت، خاتمہ ایمان و بخشش کیلئے حضور پُر نور، نور علیٰ نور، شافع یوم النشور، رسولِ مکرم، شفیع معظم، نورِ مجسم، ختم المرسلین، شفیع المذنبین، راحت العاشقین، رحمۃ العالمین، مدنی تاجدار، سرورِ کائنات فخرِ موجودات، باعث تخلیق کائنات، منبع کمالات، باذن اللہ مختارِ کائنات، خلاصہ موجودات، حبیب کبریا، مالکِ ہر دوسرا، شافع روزِ جزا، رازدارِ رب العلا، "**احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ** ﷺ" کی بارگاہ بیکس پناہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

سگِ مدینہ و آقا ﷺ

احمد رضا عطاری قادری رضوی سلطانپوری

عقیدہ نورانیت مصطفی ﷺ کی وضاحت

نورانیت مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کی "اولیت وتخلیق" نور ہے یعنی حقیقت محمدیہ ﷺ کو اللہ عزوجل نے سب سے پہلے نور سے پیدا فرمایا۔ لیکن کوئی بھی مسلمان نوری محمدی ﷺ کو اللہ عزوجل کے نور کا حصہ یا جز تسلیم نہیں کرتا۔

بے مثل بشریت متفقہ علیہ عقیدہ ھے

آپ ﷺ پیدائش کے اعتبار سے افضل البشر ہیں۔ آپ ﷺ دنیا میں انسان، بندے، عبد، بشر ہی کی شکل میں تشریف لائے حضرت عبداللہ رضی اللہ کے گھر میں پیدا ہوئے اس لحاظ سے آپ اولاد آدم میں سے ہیں۔ تمام اکابرین اہلسنت نہ صرف آپ کی بشریت کو تسلیم کرتے ہیں بلکہ آپ ﷺ کو کامل وافضل البشر تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن نبی پاک ﷺ کی بشریت بھی نہایت پاک وصاف مطہر و پاکیزہ اور بے شمار خصائص وکمالات کے حامل ہیں حتا کہ باوجود لباس بشریت میں موجود ہونے کے حسی و معنوی نور ہیں اور ان نوروں کو پھیلاتے بھی ہیں۔

یاد رہے کہ نبی اکرم، نور مجسم، شفیع معظم ﷺ کی بے مثل بشریت میں کسی کا اختلاف نہیں کیونکہ قرآن مجید برہان رشید کی متعدد آیات اور احادیث مبارکہ کے دلائل سے نبی پاک ﷺ کا بے مثل بشر ہونا ثابت ہے۔ اس لئے اہل سنت و جماعت نبی پاک ﷺ کو افضل البشر، بے مثل بشر نہ صرف تسلیم کرتے ہیں بلکہ امام اہل سنت نے مطلقا بشریت رسول ﷺ کے انکار پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔

﴾امام احمد رضا خان محدث بریلوی کا فتویٰ﴿

امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی فرماتے ہیں کہ ”جو مطلقاً حضور سے بشریت کی نفی کرے وہ کافر ہے قال تعالیٰ قل سبحن ربی ھل کنت الا بشرا رسولا ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم فرماؤ پاکی ہے میرے رب کو میں کون ہوں مگر آدمی اللہ کا بھیجا ہوا ۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۴ کتاب السیر ۔ جدید)

لہذا بے مثل بشریت میں کسی کا اختلاف نہیں ہے بلکہ بشریت رسول پر سنی ، وہابی ، دیوبندی ، اہلحدیث وغیرہ سب کا اتفاق ہے ۔

﴾.....وہابیہ کے جھوٹ و بہتان ۱.....﴿

ہم دعوے کے ساتھ کہتے ہیں کہ اہل سنت وجماعت بریلوی اکابرین میں سے کسی ایک نے بھی یہ فتویٰ نہیں دیا کہ حضور ﷺ بے مثل بشر نہیں ہیں ۔ مخالفین لوگ خواہ مخواہ جھوٹ و بہتان بازی سے کام لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ سنی علماء بشریت رسول کے منکر ہیں ، یا سنی حضور ﷺ کو صرف نور مانتے ہیں اور بشر کا انکار کرتے ہیں ۔ یہ سب وہابیہ کے جھوٹ ہیں ۔ **آج دن تک کسی سنی عالم دین نے اپنے کسی فتویٰ میں ، کسی کتاب میں یا کسی تحریر میں یہ نہیں کہا کہ حضور ﷺ بشر نہیں یا ہم حضور ﷺ کو بے مثل بشر تسلیم نہیں کرتے** ۔ اگر وہابیہ سچے ہیں تو ہمارے سنی اکابرین کی کوئی ایک کتاب کا حوالہ بیان کریں جس میں انہوں نے بے مثل بشریت محمدی ﷺ کا انکار کیا ہو ۔ لیکن قیامت تک کوئی ایک ایسا حوالہ پیش نہیں کرسکتا ۔ (ان شاء اللہ عزوجل)

﴾.....اصل اختلاف نورانیت محمدی ﷺ.....﴿

بے مثل بشریت متفقہ عقیدہ ہے لہذا بشریت رسول ﷺ پر اختلاف ہی نہیں بلکہ **بنیادی اختلاف تو آپ ﷺ کی نورانیت کے متعلق ہے** ہم اہل سنت و جماعت حقیقت محمدی ﷺ کو اولیت و تخلیق کے اعتبار سے نور مانتے ہیں اور مخالفین لوگ (وہابی) حضور

ﷺ کی نورانیت کا انکار کرتے ہیں ۔اب اصولی طور پر بحث کا قانون تو یہ ہے کہ **جس نسبت میں اختلاف ہو،اس نسبت میں مدعی کو دلیل پیش کرنا ضروری ہوتی ہے اورمدعی علیہ کیلئے اپنے انکار پر دلیل ضروری پیش کرنی ہوتی ہے۔**

پس قارئین کرام ! آپ اس قانون واصول کو سمجھ لیجئے کیونکہ منکرین اس موضوع پر ہمیشہ اصول وقانون کی مخالفت کرتا ہےاورنورانیت پر بحث کی بجائے اتفاقی مسئلہ یعنی بےمثل بشریت پر بحث چھیڑ دیتا ہے۔کیونکہ **بشریت ایک اتفاقی مسئلہ ہے**،اس پر کسی فریق کو اختلاف ہی نہیں ۔لہذا اس پر دلائل قائم کرنا مخالفین کی بےاصولی بحث ہے۔ کیونکہ **اختلاف تو نورانیت کے موضوع** پر ہے۔

لہذا اصولی طور پر ہم اہل سنت کے ذمہ آپ ﷺ کےنورانیت کے دلائل پیش کرنے ہوتے ہیں جیسا کہ ہم نورانیت محمدی ﷺ کے ثبوت پر" **قد جاء کم من اللہ نور مثل نورہ کمشکوۃ،سراجا منیرا ۔اور اول ماخلق اللہ نوری،ھو نورنبیک یا جابر خلقہ اللہ**. وغیرھا آیات واحادیث بیان کرتے ہیں ۔اب اس کے رد پر وہابیہ کے ذمہ یہ بات ہے کہ وہ ایسے دلایل پیش کریں جس میں نورانت مصطفی ﷺ کا انکارہو۔

☆ کوئی ایک آیت ایسی پیش کریں جس میں ہو کہ ہم نے نبی کو نور نہیں بنایا،یا نبی نور نہیں ہیں۔

☆ کوئی ایک حدیث پیش کریں جس میں حضورﷺ نے اپنی نورانیت کا انکار فرمایا ہو۔

☆ یا کسی ایک صحابی کا فرمان پیش کردیں جس میں نورانیت محمدی ﷺ کا انکار ہو۔

اس قسم کے دلائل منکرین کے دعوی کو ثابت کر سکتے ہیں یا ان کے انکار کی دلیل بن سکتے ہیں۔

☆ لیکن میں دعوی سے کہتاہوں کہ قرآن مجید فرقان حمید میں کوئی ایک ایسی آیت موجود

نہیں کہ جس میں کہا گیا ہو کہ ......ہم نے آپ کو نور بنا کر نہیں بھیجا، یا قرآن پاک نے آپ کے نور کا کہیں انکار کیا ہو۔

☆ کوئی ایسی حدیث شریف موجود نہیں ہے جس میں سید عالم ﷺ نے اپنے نور ہونے کا انکار فرمایا ہو۔

☆ اور نہ کسی صحابی کا کوئی ایسا اثر موجود ہے جس میں ہو کہ ہمارے نبی نور نہیں۔

چونکہ اصولی طور پر وہابیہ مخالفین کے پاس اپنے موقف (یعنی نورانیت کے رد) پر کوئی دلیل سرے سے موجود ہی نہیں ہے لہذا وہ خلط مبحث کرتے ہوئے اصل موضوع نورانیت سے ہٹ جاتے ہیں اور بشریت کی آیات پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ لہذا یاد رہے کہ اس موضوع پر جب بھی کسی منکر سے گفتگو ہو تو اس اصول پر سختی سے عمل کریں اور جب وہ نورانیت کے موضوع کی بجائے بشریت پر دلیل پیش کرنا شروع کرے تو اس کی غلطی کو فوراً پکڑیں اور موضوع سے ہٹ کر ایک لفظ بھی نہ بولنے دیں۔ کیونکہ جس بات میں اتفاق ہو اس پر دلیل پیش نہیں کی جا سکتی کیونکہ **بے مثل بشریت ہمارا قطعی عقیدہ** ہے لہذا اس پر دلیل پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

لہذا منکرین کے ذمہ نور نہ ہونے پر، عدم نورانیت پر دلیل قائم کرنے ہیں نہ کہ بشریت کو ثابت کرنا۔ اس اصول کو اچھی طرح ذہن نشین فرما لیجئے۔

الحمد للہ عزوجل۔ بندہ ناچیز نے اس کتاب میں وہابیہ کے ان تمام اعتراضات کے جوابات تحریر کر دیئے ہیں جو وہ مناظروں اور تحریرات میں کرتے ہیں۔ اگر آپ اس کتاب کو صحیح طرح سمجھ کر مطالعہ کریں گے تو یقیناً آپ کے سامنے کوئی شیخ نجد منکر ٹھہر نہیں پائے گا۔ یہ چند حوالہ جات بندہ ناچیز نے علماء اہل سنت کی کتب سے جمع کر کے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ مزید تفصیل کیلئے مناظر اسلام حضرت علامہ عمر اچھروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب **"مقیاس نور"**، ضیاء اللہ قادری صاحب کی کتاب **"انوار**

المحمدیہ" اشرف علی سیالوی صاحب کی کتاب "تنویر الابصار" یا علامہ نور محمد قادری صاحب کی کتاب "نورانی مواعظ"، فیض احمد اویسی کی "اول ماخلق اللہ نوری" اور انہی کی "حضور ﷺ کا حسی نور" اور علامہ صاحبزادہ قاضی محمد رشید چشتی صاحب کی کتاب "نور مبین" کا لازمی مطالعہ کیجئے۔

بندہ ناچیز اہل سنت کا ایک عام ادنی سا فرد و خادم ہے لہذا میری کم علمی یا نا سمجھی کی وجہ سے اگر کوئی ایسی بات صادر ہو گئی ہو جو کہ اہل سنت و جماعت کے خلاف ہو یا کسی حوالہ کو درج کرنے میں غلطی ہو گئی تو علماء اہل سنت سے التجاء ہے کہ لازماً متوجہ کیجئے۔ انشاء اللہ عزوجل درست کر کے رجوع کیا جائے گا۔ تاہم ایسی کسی بھی غلطی کی ذمہ داری مسلک اہل سنت پر نہیں، بلکہ میری کم علمی یا نا سمجھی کا نتیجہ ہو سکتی ہے۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ میری اس کاوش کو میرے پیارے نورانی آقا ﷺ کے صدقے قبول و منظور فرماتے ہوئے مقبولیت کے درجہ سے سرفراز فرمائے۔ آمین یا رب العلمین بجاہ النبی الامین۔

بندہ ناچیز اہل سنت کا ادنیٰ خادم
احمد رضا نادری سلطانپوری عطاری رضوی

قد جاء کم من اللہ نور

قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین. ''تحقیق تمہارے پاس آ گیا اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب (پ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۱۵)

وضاحت : ''قد جاء کم'' بے شک تشریف لایا۔ کلمہ ''قد'' سے حضور ﷺ کی تشریف آوری کو موکد کیا تا کہ شک نہ رہے، تشریف لانا بتاتا ہے کہ آپ پہلے موجود تھے پھر تشریف لائے۔ ''کم'' ضمیر مخاطب ہے یعنی تمہارے ہر ایک کے پاس تشریف لایا۔ ''نور'' مصدر ہے، مصدر کا معنی جائے صدور یعنی نکلنے کی جگہ۔ نور پر تنوین ہے اور التنوین للتعظیم ''تنوین تعظیم کے لئے بھی آتی ہے، یعنی آپ ﷺ تمام نوروں کا منبع اور ساری خدائی کے سلطان ہیں۔

تفاسیر کے مطابق اس آیت میں **''نور'' سے مراد ذات نبی پاک** ﷺ اور کتاب مبین سے مراد ''قرآن پاک'' ہے۔ **''نور و کتاب مبین'' کے درمیان واؤ'' عاطفہ'' ہے** جو معطوف الیہ اور معطوف کی مغایرت چاہتی ہے۔ کتاب مبین سے مراد قرآن ہے اس لئے نور سے مراد قرآن نہیں ہو سکتا ورنہ واؤ عاطفہ کا تقاضا پورا نہیں ہوتا۔ قرآن پاک میں ہی ہے'' اللہ نور السموت و الارض '' اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا۔ یہاں'' السموت والارض'' میں بھی ''واؤ'' ہے جو دونوں کو الگ کر دیتا ہے۔ لہذا نور اور ہے اور کتاب مبین اور ہے۔ دونوں ایک نہیں ہیں۔

خود دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ'' یہاں نور سے مراد نبی پاک ﷺ ہیں۔ یہاں نور سے مراد ذات بابرکات ﷺ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے اوپر بھی ''قد جاء کم رسولنا '' فرمایا ہے تو یہ قرینہ ہے اس پر کہ دونوں جگہ ''جاء کم'' کا فاعل ایک ہو۔ (رسالہ النور صفحہ ۳)

(۱) **تفسیر ابن عباس** میں سید المفسرین سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے

ہیں "قد جاء من اللہ نور رسول یعنی محمدا" "بے شک آیا تمھارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور رسول یعنی محمد ﷺ" (تفسیر ابن عباس)۔

قرآن پاک کی اس آیت کی تفسیر میں صحابی رسول سید المفسرین سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے نور سے مراد نبی پاک ﷺ کی ذات کو لیا ہے۔اور کسی صحابی کی تفسیر کا رتبہ، درجہ اور حیثیت کیا ہے؟ اس کے بارے میں غیر مقلدین اہلحدیث کے مولانا عبد الغفور اثری صاحب کا حوالہ پیش خدمت ہے۔آپ لکھتے ہیں کہ "اس میں کوئی شک نہیں کہ جب کسی آیت کی تفسیر قرآن مجید اور حدیث شریف دونوں میں نہ ملے تو اقوال صحابہ رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے کیونکہ وہ تفسیر قرآن کو بہت زیادہ جانتے تھے، دارالعلوم المحمدیہ (ﷺ) کے فارغ التحصیل وسند یافتہ عالم تھے اس وقت کے قرائن واحوال کا علم ان کو ہی ہو سکتا ہے وہ زمانہ نزول وحی میں موجود تھے علاوہ ازیں فہم تام، علم صحیح اور صالح عمل سے آراستہ تھے ان سے یہ امر بالکل بعید ہے کہ وہ بغیر رسول اللہ ﷺ سے سنے اور سیکھے کسی آیت کی تفسیر میں اپنے عقلی گھوڑے دوڑائیں کیونکہ مفسرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو یہ بات بخوبی معلوم تھی کہ قرآن مجید کی تفسیر میں اپنی طرف سے عقلی طور پر کچھ کہنا دوزخ میں اپنا ٹھکانا بنانا ہے۔ ملخصاً کتب تفاسیر و احادیث وغیرہا۔(ندائے یا محمد ﷺ کی تحقیق صفحہ ۴۲)۔

☆ آگے لکھتے ہیں "حضرت ابو وائل" سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (ترجمہ) یعنی ہم (صحابہ) میں سے جب کوئی شخص نبی کریم ﷺ سے دس آیات کا سبق لیتا تو آگے نہ بڑھتا جب تک کہ ان کا معنیٰ ومفہوم اور طریق عمل نہ سمجھ لیتا۔ تفسیر القرآن العظیم ج ۱ ص ۳ (ندائے یا محمد ﷺ کی تحقیق صفحہ ۴۴)

پس معلوم ہوا کہ صحابی کی تفسیر مسلم ہے بلکہ اثری صاحب مزید لکھتے ہیں کہ "یہ بات

مسلم ہے کہ کسی آیت کے شانِ نزول یا مفہوم بیان کرنے میں صحابی رضی اللہ عنہ کا قول حدیثِ مرفوع کی مانند ہی ہے۔ چنانچہ امام محمد بن عبداللہ المعروف حاکم نیشا پوری المتوفی ۴۰۵ھ رقمطراز ہیں "**تفسیر الصحابی عندھما مسند**" یعنی امام بخاریؒ المتوفی ۲۵۶ھ اور امام مسلمؒ المتوفی ۲۶۱ھ کے نزدیک صحابی رضی اللہ عنہ کی تفسیر مسند اور مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتی ہے۔ (مستدرک حاکم ج ۱ ص ۱۲۳)

☆ مزید لکھا کہ "امام اسمٰعیل بن کثیر دمشقی المتوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں "**تفسیر الصحابی فی حکم المرفوع عند کثیر من العلماء**" یعنی اکثر علماء کے نزدیک صحابی رضی اللہ عنہ کی تفسیر مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔ (البدائیہ والنہایہ ج ۶ ص ۲۳۳)۔

☆ امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابو بکر السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ فرماتے ہیں "تفسیر الصحابی مرفوع" صحابی کی تفسیر مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی صفحہ ۱۱۵۔ (ندائے یا محمد ﷺ کی تحقیق صفحہ ۳۵)

پس معلوم ہوا کہ صحابی کی تفسیر مرفوع حدیث کے حکم میں ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کیسے صحابی تھے اہل علم خوب جانتے ہیں۔ پس صحابی کی تفسیر سے ثابت ہوا کہ یہاں نور سے مراد محمد ﷺ ہی ہیں۔

ان مسائل میں ہے کچھ ژرف نگاہی درکار
یہ حقائق ہیں تماشائے لبِ بام نہیں

(۲) **تفسیر سراج منیر** میں امام محمد شربینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "**قد جاء من اللہ نور ھو محمد علیہ الصلوۃ السلام**" بے شک آیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور وہ نور محمد علیہ الصلوۃ والسلام ہیں۔ (تفسیر سراج المنیر صفحہ ۳۶۰ مطبوعہ نولکشور) نوٹ: تفسیر سراج منیر کا حوالہ مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی اہلحدیث نے اپنی

کتاب سراجاً منیرا میں بھی درج کیا (دیکھئے سراجا منیرا صفحہ ۵۶)

(۳) **تفسیر روح المعانی** میں امام محمود آلوسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "**قد جاء من الله نور ای عظیم و هو نو الانوار والنبی المختار صلی الله علیه وسلم**" بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور جو کہ عظیم نور ہے اور وہ نور الانوار نبی المختار ﷺ ہیں۔ (تفسیر روح المعانی ج ۱ ص ۹۷)

(۴) **تفسیر صاوی** میں امام احمد الصاوی [redacted] فرماتے ہیں کہ "**قد جاء من الله نور هو النبی صلی الله علیه وسلم و سمی نورا لانه ینور البصائر و یهدیها للارشاد ولانه اصل کل نور حسی و معنوی**" بیشک آگیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور، اور وہ نور نبی اکرم [redacted] ہی ہیں، آپ کا اسم شریف نور اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ دلوں کو نور بصیرت بخشتے ہیں اور ان کو ارشاد فرما کر ہدایت دیتے ہیں کیونکہ آپ ہر حسی اور معنوی نور کی اصل اور بنیاد ہیں۔ (تفسیر صاوی جلد ۱)

(۵) **تفسیر روح البیان** میں علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "بے شک آگیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور کتاب مبین "**قیل المراد باالاول و هو الرسول صلی الله علیه وسلم و بالثانی القرآن**" مفسرین نے کہا ہے کہ اول نور سے مراد محمد [redacted] ہیں اور دوسرا کتاب سے مراد قرآن مجید ہے (روح البیان ج ۲ ص ۳۶۹)

☆ نیز فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ [redacted] کا نام نور اس لئے رکھا گیا کیونکہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کو نور سے سب سے اول ظاہر فرمایا اور وہ نور محمد [redacted] ہی ہیں "کما قال اول ما خلق الله نوری" جیسا کہ آپ [redacted] نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو چیز پیدا فرمائی وہ میرا نور ہے (روح البیان ج ۲ ص ۳۷۰)

علماء دیوبند و تبلیغی جماعت کے مولوی زکریا سہارنپوری (مصنف فضائل اعمال وفضائل

صدقات وغیرہ) نے اپنی کتابوں (یعنی تبلیغی نصاب، فضائل درود شریف وغیرہما) میں اسی تفسیر روح البیان کو بار بار بطور حوالہ پیش کیا۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ تبلیغی جماعت والوں کے زکریا صاحب کے نزدیک یہ تفسیر معتبر و پسندیدہ ہے ورنہ اگر یہ تفسیر ضعیف یا غیر معتبر ہوتی تو ہرگز اس کا حوالہ نہ بیان کرتے۔ لہذا اب یہ کہنا کہ تفسیر روح البیان ضعیف ہے کیسے قابل قبول ہو سکتا ہے؟ جب اپنی علماء دیوبند کی اپنی باری آئے تو اس کو قبول کرلیں اور اپنی کتابوں میں اس کے حوالہ جات درج کریں اور جب ہم سنی بیان کریں تو اس کو ضعیف کہہ کر رد کر دیا جائے یہ کہاں کا انصاف ہے؟

(۶) **تفسیر بیضاوی** میں امام عبدالرحمٰن بیضاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "**قد جاء کم من اللہ نور یرید بالنور محمدا صلی اللہ علیہ و سلم**" نور سے مراد محمد رسول اللہ■ ہیں (بیضاوی)

(۷) **تفسیر معالم التنزیل** میں امام ابو محمد الحسین الفراء البغوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "**بے شک آیا تمہارے پاس اللہ تعالٰی کی طرف سے نور" یعنی محمد ﷺ**" (تفسیر معالم التنزیل جلد ۲ ص ۲۲ بر حاشیہ تفسیر خازن)

(۸) **تفسیر جلالین** میں علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "**بے شک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور" ھو النبی ﷺ**" وہ نبی پاک■ ہیں۔ (جلالین صفحہ ۷۷)

﴿ وہابیہ نالائق طالب علم ﴾

تفسیر جلالین تمام مسالک کے درس نظامی میں بھی پڑھائی جاتی ہے ہر مولوی سنی، وہابی، اہلحدیث، نجدی اپنے مدرسہ میں تعلیم حاصل کرتے ہوئے یہی پڑھتا ہے کہ حضور ﷺ نور ہیں۔ لیکن وہابی لوگ دس دس سال کتابیں پڑھنے کے بعد اپنی حاصل کردہ تعلیم کی مخالفت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور پڑھنے کے بعد اپنے مدرسوں سے

باہر آ کر لوگوں کو یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نور نہیں ۔ یہ کہاں کا انصاف ہے ۔ جو کچھ پڑھا ہے اس کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟ اسلئے میں کہتا ہوں کہ وہابیہ نالائق طالب علم ہے ۔ بحر حال مزید دلائل کا مطالعہ کیجئے ۔

(۹) **تفسیر حسینی** میں علامہ معین الدین واعظ کاشفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "**گفتہ اند نور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم است وکتاب مبین قرآن است**" مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ نور حضرت رسالت پناہ [redacted] ہیں اور کتاب مبین قرآن پاک ہے۔

(۱۰) **تفسیر کبیر** میں امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "**ان المراد بالنور محمد ﷺ**" بیشک نور سے مراد محمد [redacted] ہیں ۔ (تفسیر کبیر) مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے تفسیر کبیر کو بے مثل تفسیر لکھا (تفسیر واضح البیان ۳۰۸) ☆ اور وہابیہ اہلحدیث کے حافظ عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں کہ امام رازی کا پایہ علوم آلیہ اور عالیہ خصوصاً علم تفسیر میں اہل علم پر مخفی نہیں (درایت تفسیری ۹۷)

(۱۱) **تفسیر ابوالسعود** میں امام ابوالسعود علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "بے شک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب" "**قیل المراد بالاول و ھو الرسول صلی اللہ علیہ وسلم و بالثانی القرآن**" مفسرین نے کہا ہے کہ اول نور سے مراد محمد [redacted] ہیں اور دوسرا کتاب سے مراد قرآن مجید ہے (تفسیر ابوالسعود ج۲ بر حاشیہ تفسیر کبیر)

(۱۲) **تفسیر قادری** میں اسی آیت کے تحت یہ بھی ہے کہ "**مفسرین کرام نے کہا ہے کہ نور تو حضرت محمد** [redacted] **ہیں** اور کتاب مبین قرآن شریف ہے (تفسیر قادری ۱/۲۱۶)

(۱۳) **شفاء شریف** میں امام محدث قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں "**تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ** [redacted] **کا نام نامی قرآن پاک میں نور اور سراجاً منیرا رکھا ہے** جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بیشک آ گیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن

کتاب ۔(شفاء شریف جلد۱)

قارئین کرام! یاد رہے کہ غیر مقلدین اہلحدیث کے امام العصر مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے شفا شریف کو بے نظیر کتاب قرار دیا ہے۔(سراجاً منیرا صفحہ ۵۰ ۔بحوالہ انوار المحمد یہ ص ۴۴)اور قاضی سلیمان منصور پوری نے قاضی عیاض کے متعلق لکھا کہ عیاض بن موسےٰ صوبہ غرناطہ کے شہر سبتہ کے قاضی ،فقہ ،تفسیر ،حدیث و سائر علوم کے امام تھے (رحمۃ العالمین ج ۲ص ۳۵۰)

(۱۴)**شرح شفاء شریف میں مفتی مکہ مکرمہ ملا علی قاری** لکھتے ہیں کہ "**ای المراد بالنورِ محمد ﷺ** "نور سے مراد حضرت محمد [redacted] ہیں ۔(شرح شفاء از ملا علی قاری جلد ا ص ۵۰۵)نوٹ :ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم مکہ مکرمہ رہے ہیں ۔

(۱۵)**شرح شفاء شریف میں امام شہاب الدین الخفاجی** فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے حضور [redacted] کا نام نور رکھا اور فرمایا "**تحقیق آ گیا تمھارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب مبین**"اور کہا گیا ہے کہ نور سے مراد اس آیت میں حضور [redacted] ہیں ۔(شرح شفاء از شہاب الدین الخفاجی جلد ۲ ص ۴۴۸)

☆اسی نسیم الریاض شرح شفاء میں ہے ""قد نطق القرآن بانه النور مبین وكوله بشرا لا منا فيه كما توهم فان فهمت فهو نور علے نور فان النور فهو ظاهر لنفسه المطهر لغيره' "اور بیشک قرآن پاک ناطق ہے کہ حضور [redacted] نور مبین ہیں اور حضور [redacted] کا بشر ہونا آپ کے نور ہونے کے ہرگز منافی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا ہے پس اگر تو سمجھے تو وہ ایسے نور ہیں جو سب نوروں پر غالب ہیں کیونکہ اسے نور کہتے ہیں ۔"جو خود ظاہر ہو اور اپنے غیر کو ظاہر کرنے والا ہو"۔(نسیم الریاض جلد ۳ ص ۳۱۹)

اس عبارت سے وہابیہ کے اس اعتراض کا جواب بھی آ گیا کہ بشریت اور نور کیسے جمع ہو

سکتے ہیں پس معلوم ہوا کہ نور بشریت کے منافی ہرگز نہیں۔

(۱۶) **شیخ عبدالحق محدث دہلوی** لکھتے ہیں کہ "**اللہ پاک نے آپ کا نام غایت درجہ کی روشنی کی وجہ سے نور اور چمکانے والا آفتاب رکھا کیونکہ آپ کی وجہ سے قرب واصول کے طریقے روشن ہوئے اور آپ کے جمال اور کمال سے آنکھیں اور دل روشن ہوگئے جیسا کہ فرمایا "قد جاءکم من اللہ رسول وکتاب مبین**" (مدارج النبوت ج ا ص ۷۶)

(۱۷) **عارف باللہ قطبِ کبیر احمد بن ادریس رحمتہ اللہ علیہ** جو نہ صرف عالم فاضل تھے بلکہ وقت کے قطبِ کبیر تھے آپ کے ایک مرید نے العقد النفیس ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے اپنے مرشد سیدی احمد بن ادریس کا یہ قول درج فرمایا "اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک تمہارے پاس آیا اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب، **پس نور رسول کریم ■ ہیں "اذا لو کان النور ھو الکتاب لکان لفظا متکررا** " اس واسطے کہ اگر نور سے مراد کتاب ہو تو لفظی تکرار آجائے گا (جواہر البحار جلد سوئم ص ۴۸)۔

اسکے علاوہ (۱۸) تفسیر قرطبی جلد ۳ ص ۹۳، (۱۹) تفسیر ملائی جلد ۲ ص ۸۰، (۲۰) تفسیر جامع البیان جلد اول ص ۲۵۱،، (۲۱) البحر المحیط (۲۲) تفسیر خازن (۲۳) تفسیر مدارک وغیرہ میں بھی نور سے مراد محمد ■ لیا گیا۔

﴿علماء اہلحدیث کے ہاں ان تفاسیر کا مقام﴾

ان تفاسیر کے معتبر ہونے کا تذکرہ غیر مقلدین اہلحدیث کے امام العصر مولوی میر سیالکوٹی اس طرح کرتے ہیں کہ جملہ تفاسیر معتبرہ کیا منقول اور کیا غیر منقول مثل تفسیر کبیر وتفسیر معالم وجلالین وتفسیر فیضی ورحمانی وفتح البیان وجامع البیان ومدارک وسراج منیر وخازن وکشاف وتفسیر ابی السعود وعباسی وبیضاوی وتفسیر ابن کثیر و **مطھرک من الـذیـن کفـرو** کے معنی کفار کے ہاتھ سے خلاصی اور نجات لکھے ہیں (شہادۃ القرآن

جلد ا ص ۱۱۴۸ از ابراہیم میر۔ بحوالہ انوار المحمدیہ صفحہ ۳۹)

تو جب یہاں ان مفسرین کرام کی اس تفسیر کو صحیح تسلیم کیا جا رہا ہے تو پھر قد جاءکم من اللہ نور کی تفسیر میں نور سے مراد محمد ■ کی ذات کو ماننا (جو کہ انہیں مفسرین کرام کی تفسیر سے ظاہر اور واضح ہے) میں کیوں پس و پیش کیا جاتا ہے بلکہ انکار تک کیا جاتا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کے جب اپنے مطلب و مقصد کی تفسیر آئے تو ان تفاسیر کو قبول کر لیا جاتا ہے اور جب مخالف مسلک وہابیہ کوئی بات آئے تو انکار و رد کر دیا جاتا ہے؟ بحر حال مذکورہ تفاسیر کے بارے میں اہلحدیث کے امام العصر نے "تفاسیر معتبرۃ" کے الفاظ لکھے۔ اور انہی تفاسیر کے اندر "قد جاءکم من اللہ نور" سے مراد "نبی پاک ■ کی ذات کو لیا گیا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

﴿وہابی غیر مقلدین و دیوبندیوں کی تفاسیر﴾

(۱) **تفسیر ثنائی** میں سردار الوہابیہ غیر مقلد یا اہلحدیث کے مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ "**تمہارے پاس اللہ کا نور محمد** ■ اور روشن کتاب قرآن شریف آئی۔ (تفسیر ثنائی سورہ المائدہ)

☆ **مولوی ثناء اللہ امرتسری** کے بارے میں ماہنامہ اہلحدیث ۲۰ ستمبر ۱۹۲۳ء پر "رئیس المناظرین الفاضل الاجل جامع المعقولات المعلب شیر پنجاب۔۔۔" وغیرہ جیسے القاب موجود ہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ا ص ۳۲)

نیز اسی فتاویٰ ثنائیہ کے ابدائیہ میں غیر مقلدین کے احسان الٰہی ظہیر لکھتے ہیں کہ "شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ثنائی۔۔۔ شائع کر چکے ہیں (جلد ا ص ۱۴) ثناء اللہ صاحب کے بارے میں مولوی ابو نعیم عبد العظیم حیدر آبادی لکھتے ہیں کہ "مولوی ثناء اللہ صاحب ایک روشن خیال اور راسخ الاعتقاد اہل حدیث کے

لیڈر ہیں (اہلحدیث امرتسری ص۵ کیم جنوری۱۹۱۵ءبحوالہ نور مبین ۲۹)لہذا معلوم ہوا کہ یہ تفسیر ثنائی علماء اہلحدیث کے نزدیک معتبر مستندو قابل قبول اور ثنائی صاحب بھی علماء کے معتبر ومسلمہ بزرگان واکابرین میں شامل ہیں۔

(۲) **قاضی شوکانی غیر مقلد اہلحدیث** لکھتے ہیں کہ "**قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین قال الزجاج النور محمد ﷺ** "بے شک آگیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب، زجاج نے فرمایا ہے کہ نور سے مراد محمد ■ ہیں۔(تفسیر فتح القدیر)

قاضی شوکانی غیر مقلدین کے معتبر ومسلمہ بزرگ ہیں۔اس بات کا انکار کسی بھی غیر مقلد اہلحدیث کو نہیں۔لہذا شوکانی کی تفسیر سے بھی ثابت ہوگیا کہ یہاں نور سے مراد ذات رسول اکرم ■ ہے۔

(۳) قاضی شوکانی کی طرح غیر مقلدین اہلحدیث کے **امام نواب صدیق حسن خان بھوپالوی** نے بھی یہی تفسیر کی (تفسیر فتح البیان)

☆ ثناءاللہ امرتسری شیر پنجاب (بقول اہلحدیث) نے نواب صدیق حسن خان بھوپالی کو مجدد لکھا ہے(اخبار اہلحدیث امرتسری ص۱۱۔۲۸ جون ۱۹۱۲ءبحوالہ انوار المحمدیہ ص ۴۶)

☆ بلکہ فتاویٰ ثنائیہ میں ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ یہ تینوں صاحب (مولانا نذیر حسین، اسماعیل دہلوی، نواب صدیق حسن) پکے اہلحدیث تھے۔(فتاویٰ ثنائیہ جلد۱ ص۲۸۲)

☆ اسی طرح وہابیہ ہی کے مفسر مولوی محمد دہلوی لکھتے ہیں کہ ہندوستان کے قدمائے اہلحدیث و وسا میں خلد مکانی نواب صدیق حسن خان صاحب کے تذکار تو رہتی دنیا تک تاریخ عالم فراموش نہ کر سکے گی (اخبار محمدی دہلوی صفحہ۹ کیم مئی ۱۹۴۲ءبحوالہ انوار

الحمدیہ ص۴۶)

(۴)**شرح اسماءالحسنٰی** میں وہابیہ غیر مقلدیہ کے مستند اور محقق مولوی قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین "اس آیت میں وجود باوجود نبی کریم ■ کو نور بتلایا گیا ہے۔(شرح اسماءالحسنٰی صفحہ ۱۵)اللہ نور ہے اور اُس نے اپنے رسول کو نور بنا کر بھیجا (۱۵۴)

(۵)**غیر مقلدین وہابی اہلحدیث کے بزرگ علامہ قاضی محمد سلمان صاحب سلمان منصور پوری** لکھتے ہیں۔اسی کا نام مبارک سورۃ مائدہ میں نور بتلایا گیا ہے"قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین"۔ تفسیر خازن و معالم میں نور کو نبی ■ ہی کی ذات بتایا گیا ہے حضور ■ ہی وضوح امر اور تحسین نبوت میں نور ہیں اور حضور ■ ہی کی تعلیم تنویر قلوب کے لئے نور ہے۔حبیب اللہ ■ کی دعائے ذیل پر غور کرو اور دیکھو کہ مجیب الدعوات سے روزانہ کسی شے کا سوال ہے؟ کیا ذات سبحانی کسی سوال کا رد بھی فرماتی ہے؟ **اللّٰھم اجعل فی قلبی نورا۔......الخ** الٰہی میرے قلب میں نور ہو میری آنکھ میں نور......الخ یہ حدیث مکمل لکھنے کے بعد لکھتے ہیں۔" کعب بن زہیر رضی اللہ تعالٰی عنہ قصیدہ "بانت سعاد" میں لکھتے ہیں "اِنَّ الرَّسُوْلَ نُوْرٌ یُسْتَضَآ بِہٖ"

(رحمۃ للعالمین جلد سوئم صفحہ ۲۲۵)

(۶)اسی طرح **دیوبندیوں کے امام ربانی قطب صمدانی مولانا رشید احمد گنگوہی** اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہا "اور نور سے مراد ذات پاک حبیب خدا ■ ہے" امداد السلوک صفحہ ۲۰۲)اور پھر آگے لکھا کہ "حضرت ■ فرماتے ہیں کہ حق تعالٰی نے مجھ کو اپنے نور سے پیدا کیا۔(امداد السلوک ۲۰۳)

(۷)مولوی **شبیر احمد عثمانی دیوبندی** اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ" شاید نور سے خود نبی کریم صلعم اور کتاب مبین سے قرآن کریم مراد ہے۔(تفسیر عثمانی ۱۴۳)

(۸) **مولوی ادریس کاندھلوی دیوبندی** اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ ’’ایک نور آیا سے مراد محمد رسول اللہ ■ اور ایک روشن کتاب آئی ہے قتادہ اور زجاج سے منقول ہے کہ نور سے آنحضرت ■ کی ذات بابرکات مراد ہے دیکھو **روح المعانی صفحہ ۸۷ ج ۶، تفسیر قرطبی ص ۱۱۸ ج ۶** (تفسیر معارف القرآن جلد ۱ ص ۴۴)

(۹) **مولوی مشتاق احمد دیوبندی** اپنی کتاب التوسل (جو کہ مولوی کفایت اللہ دہلوی، مولوی محمود الحسن، مولوی شبیر احمد عثمانی، مفتی شفیع دیوبندی کی مصدقہ ہے) میں لکھتے ہیں کہ ’’فرمایا اللہ کریم نے قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین ترجمہ اور آیا تمھارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب مبین اس جگہ حسب روایت شفاء قاضی عیاض نور سے مراد حضرت رسول اکرم ■ اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے اور کہا تفسیر روح المعانی میں ’’**قد جاء من اللہ نور و ہو نو الانوار والنبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم والی ہذا ذہب قتادہ و اختارہ الزجاج**‘‘ غرض نور اور سراج منیر کا اطلاق حضور کی ذات پاک پر اسی وجہ سے ہے کہ حضور نور مجسم اور روشن چراغ ہیں، نور اور چراغ ہمیشہ ذریعہ وسیلہ صراط مستقیم کے دیکھنے اور خوفناک طریق سے بچنے کا ہوتے ہیں۔ پس حضور سراسر نور یقیناً تمام امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے واسطے اللہ کے مقرر کئے ہوئے وسیلہ ہیں اور ایسا وسیلہ ہیں کہ حالتِ حیات میں بھی وسیلہ تھے اور بعد میں بھی ہیں۔ کیونکہ جو نام اللہ کریم نے اپنے کلام قدیم میں آپ کا تجویز فرمایا وہ تمام زبانوں میں حضور کی ذات کے واسطے ثابت ہے بلکہ دنیا میں تشریف لانے سے آپ کے جد امجد عبدالمطلب کو قریش مصیبت کے وقت ہی نور کے سبب حلِ مشکلات کا وسیلہ بنایا کرتے تھے (التوسل ص ۴۴)

یہاں مولانا صاحب نے حضور کو نور ہدایت بھی مانا اور آپ کی ذات کو بھی نور مانا۔ ذات کے نور پر روح المعانی وغیرہ کے حوالہ کے ساتھ ساتھ آخر میں یہ الفاظ ’’بلکہ دنیا

میں تشریف لانے سے آپ کے جدامجد عبدالمطلب کو قریش مصیبت کے وقت ہی نور کے سبب حلِ مشکلات کا وسیلہ بنایا کرتے تھے" شاہد ہیں۔ کیونکہ وہ اس نور کو ہی وسیلہ بناتے تھے جو نسل در نسل منتقل ہو رہا تھا۔

(۱۰) دیوبندیوں کے **حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی** "قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ ایک مختصری آیت ہے اس میں حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنی دونوں نعمتوں میں ایک تو **حضور■ کا وجود باوجود ہے** اور دوسری نعمت قرآن مجید کا نزول ہے۔ ایک کو نور سے ذکر فرمایا ہے اور دوسرے کو کتاب کے عنوان سے ارشاد فرمایا اور یہ تو جیہ اس آیت کی ایک تفسیر کی بناء پر ہے یعنی **نور سے حضور ﷺ کا وجود مو جود مراد لیا جاوے** (اشرف المواعظ ص ۱۴۸)

☆ اور اسی طرح تھانوی صاحب نے اپنے رسالہ النور میں بھی نور سے مراد حضور■ کو لیا۔ (صفحہ ۳۱) ۔ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب اشرف المواعظ صفحہ ۱۴۷ اور تلخ الصدور ۴ پر لکھتے ہیں کہ ؎

نبی خود نور اور قرآن ملا نور
نہ ہوں کیوں مل کے پھر نور علے نور (تھانوی)

با وقت ولادت نور کا ظہور

"قد جاء کم من اللہ نور" تحقیق آ گیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور" اور جب یہ نور لباس بشریت میں دنیا میں تشریف لایا تو اس نور سے مشرق و مغرب روشن ہو گئے۔ جیسا کہ بالکل صحیح احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

☆ عن العصر باض بن سارية عن رسول اللهﷺ انه قال انى عندالله مكتوب خاتم النبيين وان آدم لمنجدل فى طينه وسا خبركم باول

امری دعوۃ ابراھیم وبشارۃ عیسیٰ ورویا امی التی رات حین ومعتنی وقد خرج لھا نور اضاء لھا منہ قصور الشام. "جناب عریاض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ■ نے فرمایا: بیشک میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت سے خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں۔ جب کہ آدم علیہ السلام اپنی گوندھی ہوئی مٹی میں تھے اور میں تم کو بتاؤں کی میرا پہلا امر (یعنی میری نبوت کا پہلا اظہار) جناب ابراہیم علیہ السلام کی دعا تھی اور پھر جناب عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور پھر میری ماں کا خواب جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا تھا انہوں نے دیکھا ان میں سے ایک نور نکلا کی جس سے شام کے محلات ان کو نظر آئے"۔

(شرح السنۃ للامام بغوی ۱۳: ۲۰۷، مسند احمد ۴: ۱۲۷، المستدرک ۲: ۶۰۰، صحیح ابن حبان ۹: ۱۰۶ رقم ۶۳۷۰، دلائل النبوۃ ۲: ۱۳۰ وقال الحاکم "ھذا حدیث صحیح الاسناد، واقرہ الذھبی" وقال الھیثمی، رواہ احمد الطبرانی، والبزار واحد اسانید احمد رجالہ رجال الصحیح، غیر سعید بن سوید وقد وثقہ ابن حبان ۸: ۲۲۳، الطبقات الکبریٰ ۱: ۱۱۸، مشکوٰۃ المصابیح باب فضائل سید المرسلین. التاریخ الصغیر ۹ طبع سانگلہ ھل)

☆ "لماء فصل منی خرج معہ نور اضاء لہ ما بین المشرق والمغرب"

جب حضور پر نور■ پیدا ہوئے تو ان (کی والدہ ماجدہ) سے ایسا نور ظاہر ہوا جس سے مشرق ومغرب کے درمیان ہر چیز روشن ہوگئی۔ (اس "نور" والے مضمون کی حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ درج ذیل کتب میں موجود ہے)

(۱) مواہب لدنیہ ۱/۲۲۔ (۲) خصائص الکبریٰ ۱/۱۱۵۔

(۳)زرقانی شریف، (۴)سیرت حلبیہ ۹۱/۱۔ (۵)انوار المحمد یہ ۱۶۔

(۶)البدایہ والنھایہ ۲۶۴/۲۔ (۷)ماثبت من السنتہ ۵۳،

(۸)کتاب الوفاء ۲/۱ (۹)مجمع الزوائد ۲۲۳/۸

(۱۰)اسعاف الراغبین ۱۰

(۱۱)دلائل النبوت بیہقی ۲۹۵/۱ (۱۲)دارمی شریف ۱۷/۱

(۱۳)تفسیر ابن کثیر ۳۶۰/۴ (۱۴)جواہر البحار صفحہ ۴۱

(۱۵)البدایہ والنھایہ جلد ۲ (۱۶)سیرت النبویہ دحلان صفحہ ۲۳

(۱۷)مشکوۃ شریف ۵۱۳ (۱۸)شرح السنتہ امام بغوی ۲۰۷/۱۳

(۱۹)مسند امام احمد ۱۲۷/۴ (۲۰)مستدرک ۶۰۰/۲

(۲۱)صحیح ابن حبان ۱۰۶/۹ (۲۲)الطبقات الکبریٰ ۱۱۹/۱

(۲۳)مسند الطیاسی ۱۵۵ (۲۴)التاریخ الصغیر ۹

الحمدللہ عزوجل! ان سب کتابوں میں اس مضمون کی حدیث موجود ہے کہ ''ولادت کے وقت نور خارج ہوا یا نور دیکھا۔

☆ سعودی عرب کے اشاعتی ادارے دار السلام کی طرف سے تفسیر ابن کثیر کا اردو ترجمہ ''المصباح المنیر تہذیب وتحقیق تفسیر ابن کثیر'' شائع ہوا اور خود انہوں نے کہا کہ یہ جدید ترجمہ بالکل صحیح احادیث کی روشنی میں شائع کیا جارہا ہے۔ مذکورہ حدیث مسند احمد 262/5 کے حوالے سے ان الفاظ میں موجود ہے کہ ''میری ماں نے یہ خواب دیکھا کہ ان سے روشنی نکلی ہے جس سے شام کے محلات روشن ہوگئے۔ (المصباح المنیر تہذیب وتحقیق تفسیر ابن کثیر ج ۱ سورۃ البقرہ آیت 129 صفحہ 326)

☆ اسی تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ ''اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ جب صحابہ کرام رضی

اللہ عنہم نے عرض کی! اے اللہ کے رسول! آپ ■ اپنے آغاز کے بارے میں کچھ فرمائیں تو آپ ■ نے ارشاد فرمایا......(ترجمہ) میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی بشارت ہوں اور میری ماں نے یہ خواب دیکھا کہ ان کے جسم سے ایک ایسا نور خارج نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔(المعجم الکبیر 175/8 حدیث 7729 عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ و مسند احمد 262/5 و سلسلہ الاحادیث الصحیحہ 59/4، حدیث 1545,1546. المصباح المنیر تہذیب و تحقیق تفسیر ابن کثیر ج ا البقرہ زیر آیت 126,125 ص 307 دار السلام)

☆ یہ جو نور ظاہر ہوا تھا یہ روشن ستارہ (محمد ■ جسے قرآن نے نجم کہا) ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ■ نے ایک دفعہ جبریل علیہ السلام سے سوال کیا۔ جبریل تیری عمر کتنی ہے؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ■! میں نہیں جانتا سوائے اس کے کہ ایک ستارہ چوتھے حجاب سے ستر ہزار سال کے بعد نمودار ہوتا ہے اور میں نے وہ ستارہ بہتر ہزار سال مرتبہ دیکھا ہے تب حضور ■ نے فرمایا ”یا بجریل وعزۃ ربی جل جلالہ ان ذالک الکوکب ---“ اے جبریل مجھے میرے رب جل جلالہ کی قسم ہے کہ میں ہی وہ ستارہ ہوں“ (انسان العیون جلد ا ص ۲۹. تفسیر روح البیان ا /۹۷۴، تاریخ کبیر از امام بخاری سیرت حلبیہ ا / ۴۹. جواھر البحار ۷۷۶)

☆ فخر الوہابیا اہلحدیثیہ مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے بھی یہی لکھا کہ ”حضرت آمنہ نے دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا ہے جس سے میں نے شام کے شہر بصریٰ کے محلات دیکھ لیے (سیرت المصطفیٰ ا/۱۱۵)

☆اور ایک اور روایت میں ہے کہ ”سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ “رایت کان شھابا خرج منی اضائت لہ الارض” میں نے دیکھا **کہ مجھ سے روشن ستارہ ظاہر ہوا** جس سے پوری زمین منور اور روشن ہوگی (خصائص الکبری ۱/۱۱۶. مواھب لدنیہ ۲۲، سیرت حلبیہ ۱/۷۷)

☆اسی طرح ایک اور روایت میں بھی یہ الفاظ موجود ہیں ”انہ خرج منھا نورا ضاءت لھا منہ قصور اشام . نبی [redacted] کی والدہ [redacted] بیان کرتی ہیں کہ ”**ان میں سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محلات کو روشن** کر دیا“۔(صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۶۳۷۴، المستدرک ۲:۶۰۰، مسند الطیاسی :۱۵۵، دلائل النبوۃ للبیہقی ۱:۸۳، الطبقات الکبریٰ ۱:۱۱۹)

یہ جو نور (بشریت کی شکل میں) خارج ہوا یہ نور مصطفیٰ [redacted] ہی تو تھا۔لیکن اس نور نے آپ [redacted] کے جسم بشریت کو بھی اس قدر نورانی کر دیا تھا کہ اس نے تمام چیزوں کو روشن کر دیا تھا۔

معترضین کے اعتراضات کے جوابات

☆ **اعتراض** : بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ نور اور کتاب مبین سے مراد ایک چیز ہے اور نور اور کتاب کے درمیان عطف تفسیری ہے۔

جواب: اگر یہاں عطف تفسیری مانا جائے تو تفسیر جلالین، تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر درجنوں معتبر تفاسیر کا انکار لازم آئے گا۔ جب صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نور سے مراد محمد رسول اللہ [redacted] لے رہے ہیں تو تم اس نور سے مراد کتاب کیسے لے سکتے ہو؟ کیا صحابہ کرام قرآن کو زیادہ سمجھتے تھے یا تم منکرین زیادہ سمجھتے ہو؟ اور تمھارے بات مانی جائے یا صحابہ کرام کی؟ یہاں نور اور کتاب کے درمیان واؤ ہے جو معطوف الیہ اور معطوف کی مغائرت چاہتی ہے لیکن اگر دونوں کو تم ایک ہی کہتے

ہوتو یوں کہا کرو۔ زمین وآسمان، مردوعورت، حق وباطل، کفرواسلام، ایک ہی ہیں اگر ان مقامات پر واؤ یعنی عطف کی وجہ سے ایک نہیں بلکہ دوچیزیں مراد لیتے ہوتو نورو کتاب سے مراد دوچیزیں کیوں نہیں لیتے۔

☆ **اعتراض**: یہاں نور سے مراد نور ہدایت ہے نہ کہ ذات کو نور کہا جائے گا۔

جواب: سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر ہدایت کا نور ہی مراد ہوتو کیا اس سے ذات کی نفی ہو جاتی ہے؟ دیکھو سورج کی صفت بھی نور ہے اور ذات بھی نور ہے تو اگر کسی کتاب میں یہ لکھا ہو کہ سورج کی صفت نور ہے تو اس سے اس کی ذات کے نور ہونے کی نفی نہیں ہو جاتی؟ تو بلکل اسی طرح اگر ایک تفسیر میں آپ کو نور ہدایت لکھا ہو تو اس سے ذات کی نفی نہیں ہوتی۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ حضور ■ کی ذات بھی نور ہے اور آپ نور ہدایت بھی ہیں۔ اس طرح ہمارا دونوں تفاسیر پر عمل ہو جاتا ہے لیکن منکرین نور ہدایت والی تفسیر کو تو مانتے ہیں لیکن ذات نور (یعنی محمد ■ نور ہیں) کا انکار کر دیتے ہیں۔ اور پھر کثیر محدثین کرام نے لکھا کہ اس نور سے مراد محمد ■ ہیں، تو ہم پوچھتے ہیں محمد ■ ذات ہیں کہ ہدایت؟ جب محمد ■ ذات ہیں تو یہاں ذات ہی کو نور کہا جا رہا ہے۔ اور پھر ہم پہلے یہ بھی عرض کر چکے کہ مفسرین کرام نے آپ کو حسی ومعنوی دونوں نور تسلیم کیا۔ لہذا حضور ■ خود بھی نور ہیں اور نور ہدایت بھی ہیں۔ خود علماء دیوبند کے رشید احمد گنگوہی نے اسی آیت کے تحت ذات کے الفاظ لکھئے "اور نور سے مراد ذات پاک حبیب خدا ■ ہے" (امداد السلوک صفحہ ۲۰۲) لہذا آپ ■ حسی ومعنوی نور ہیں۔

☆ **اعتراض**: یہاں آخر میں ضمیر واحد "بہٖ" استعمال ہوئی ہے۔ لہذا نور اور کتاب مبین سے مراد ایک ہے۔

جواب: اس اعتراض کے جواب میں صرف ایک آیت پیش خدمت ہے کہ اللہ فرماتا ہے" وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ اور لوگوں کو کیا

ہوا لگا کہ انہیں اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ (پ ۱۰ توبہ ۷۴) تو یہاں بھی ضمیر واحد کی استعمال ہوئی ہے جبکہ پیچھے اللہ اور اس کے رسول ■ کا ذکر ہو رہا ہے تو کیا مخالفین یہاں بھی ضمیر واحد کی وجہ سے اللہ و رسول کو ایک ذات قرار دیں گے؟ معاذ اللہ عزوجل! نہیں ہرگز نہیں کیونکہ یہاں ضمیر واحد اس لئے استعمال ہوئی ہے کہ اللہ و رسول کا غنی کرنا ایک ہے الگ الگ نہیں۔

تو بالکل اسی طرح قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین کے بعد جو ”یھدی بہ اللہ“ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اس سے نور اور کتاب کا ایک ذات ہونا ہرگز مراد نہیں بلکہ یہاں ضمیر واحد اسلئے استعمال ہوئی کہ ذات مصطفیٰ ■ اور قرآن پاک کی ہدایت ایک ہے، کوئی علحیدہ علحیدہ ہدایتیں نہیں۔

☆ **اعتراض**: بعض تفاسیر میں نور سے مراد روح، قلم، اسلام یا عقل لیا گیا ہے لہذا حضور ■ نور نہ ہوئے۔ جب یہاں مختلف رائے ہو گئیں اور نور کے مصداق میں چار احتمال پیدا ہو گے ہیں تو ”اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال“۔

جواب: پہلی بات تو یہ ہے اس آیت کے تحت مختلف رائے آ گئیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس سے استدلال باطل ہو گیا کیونکہ ایک آیت کی جتنی بھی تفسیریں ممکن ہوں، جب تک ان میں مطابقت ممکن ہو گی کسی بھی تفسیر کا انکار نہ کیا جائے گا۔

دوسری بات یہ کہ اگر اسلام کو بھی نور مان لیا جائے، عقل کو بھی نور مان لیا جائے اور روح کو بھی نور مان لیا جائے اور آپ ■ کی حقیقت کو بھی نور مان لیا جائے تو سب پر عمل ہو جائے گا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اسلام بھی نور ہے، عقل بھی نور ہے، روح بھی نور ہے اور ہمارے آقا محمد مصطفیٰ ■ کی اولیت و حقیقت بھی نور ہے۔ لہذا تمام تفاسیروں پر عمل ہو گیا۔ لہذا مذکورہ اعتراض ہی باطل ہو گیا۔

تیسری بات یہ ہے کہ یہاں نور سے مراد، روح، اسلام، عقل یا قلم جو لی بھی یا گیا ہے

ان سب سے مراد ایک ہی چیز ہے اور وہ ہے حقیقت محمدیہ [redacted]۔ جیسا کہ علماء اسلام نے بیان فرمایا ہے۔

☆ **چنانچہ شیخ سید عبدالقادر جیلانی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ** (جن کا نام غیر مقلدین کے امام ابن تیمیہ بھی اور دیوبندیوں کے اکابرین بھی ادب واحترام کے ساتھ لیتے ہیں) وہ فرماتے ہیں: اللہ عزوجل نے فرمایا میں نے محمد مصطفےٰ [redacted] کی روح کو اپنے جمال کے نور سے پیدا کیا، جیسے کہ نبی اکرم [redacted] نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میری روح کو پیدا فرمایا اور سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا، سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا، ان سب سے مراد ایک ہی چیز ہے اور وہ ہے حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام، اس حقیقت کو نور اس لئے کہا کہ وہ جلالی ظلمت سے پاک ہے۔ جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین' عقل اس لئے کہا کہ وہ کلیات کا ادراک کرنے والی ہے قلم اس لئے کہا کہ وہ علم کے نقل کرنے کا سبب ہے (سر الاسرار صفحہ ۱۲)

☆ **علامہ نجم الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ** (م ۶۵۴ ھ) مختلف احادیث نقل کرنے کے بعد مختلف روایات میں تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں: قلم، عقل اور روح سے مراد ایک ہی ہے اور وہ حضرت محمد مصطفےٰ [redacted] کی روح (یعنی حقیقت) ہے۔ (مرصاد العباد، طبع ایران صفحہ ۳۰ بحوالہ عقائد ونظریات ۲۷۷)

☆ **عارف باللہ علامہ عبدالوہاب شعرانی** (م ۹۷۳ ھ) فرماتے ہیں: اگر تو کہے کہ حدیث میں وارد ہے کہ سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا گیا، اور ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا، ان میں تطبیق کیا ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ ان دونوں سے مراد ایک ہے کیونکہ حضرت محمد مصطفےٰ [redacted] کی حقیقت کو کبھی عقلِ اول سے تعبیر کیا جاتا ہے اور کبھی نور سے۔ (الیواقیت والجواہر جلد ۲ ص ۲۰)

نوٹ: **عارف باللہ علامہ عبدالوہاب شعرانی کی بزرگی کا اقرار خود علماء دیوبند واہلحدیث**

کی کتب میں موجود ہے۔

☆ حضرت شیخ عبدالکریم جیلی (م۸۰۰ھ) نے بھی یہی تطبیق دی ہے کہ عقل، قلم اور روح مصطفیٰ [redacted] سے مراد ایک ہی چیز ہے صرف تعبیر کا فرق ہے (جواہر البحار جلد۴ ص۲۲۰)

☆ تاریخ خمس میں ہے: محققین کے نزدیک ان احادیث سے مراد ایک ہی شے ہے، حیثیتوں اور نسبتوں کے اعتبار سے عبارات مختلف ہیں۔ پھر ''شرح مواقف'' سے بعض ائمہ کا یہ قول نقل کیا ہے ''عقل، قلم اور روح کا مصداق ایک ہی ہے'' (حسین بن محمد دیار بکری، علامہ: تاریخ خمیس جلد ا صفحہ ۱۹)

لہذا ان حوالہ جات سے مخالفین کے اس اعتراض کی جڑ ہی کٹ گئی۔ جب ان سب سے مراد حقیقت نوری محمدی [redacted] ہے تو پھر اعتراض کیسا؟

امام فخر الدین رازی [redacted] اسی بات کے جواب میں فرماتے ہیں کہ جو یہ کہتے ہیں کہ نور سے مراد بھی قرآن ہے اور کتاب مبین سے مراد بھی قرآن ہے **یـــــہ قــول ضــعیف هـے** ۔(تفسیر کبیر) امام فخر الدین رازی نے بھی متعدد اقوال بیان کئے لیکن لکھا کہ ''نور سے مراد محمد [redacted] ہی ہیں'' (کبیر) لہذا ہم بھی یہی کہتے ہیں ان سب سے مراد ایک ہی چیز (یعنی حقیقتِ محمدیہ [redacted]) ہی ہے صرف تعبیر کا فرق ہے۔

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت کے اس نظریے کی ترجمانی ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ، تیرے محیط میں حباب (کلیات اقبال)

☆ **اعتراض**: قرآن پاک میں ''انزلنا'' آیا ہے اور یہ قرآن پاک کیلئے استعمال ہوا ہے لہذا نور سے مراد نبی پاک [redacted] نہیں ہیں بلکہ قرآن پاک ہے۔

جــــواب: اس اعتراض کے جواب میں دیوبندیوں کے حکیم الامت کی آیت کے

متعلق تفسیر وتشریح ملاحظہ کیجئے اور ضمنا **قد جاء کم برھان من ربکم و انزلنا الیکم نورا مبینا** کی تفسیر اور تشریح بھی۔ اور اس آیت میں نبی کریم [redacted] کی ذات اقدس کا برہان رب تعالیٰ ہونا اور نور مبین ہونا بھی واضح ہوجائے گا اور **داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا** کی تفسیر بھی معلوم ہوجائے گی۔ چنانچہ اشرف علی تھانوی دیوبندی کا **رسالہ النور** ہے اور اس کے آغاز میں یہ شعر درج ہے۔

نبی خود نور اور قرآن ملا نور — نہ ہو کیوں مل کے پھر نور علی نور

"**قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین**" تمھارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روشن چیز آئی اور ایک کتاب واضح۔ (القرآن) یہ ایک مختصر سی آیت ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی دو نعمتوں کا عطا فرمانا بیان فرمایا ہے ان دونوں نعمتوں میں ایک تو **حضور اکرم [redacted] کا وجود باوجود ہے** اور دوسری نعمت قرآن مجید کا نزول ہے۔ ایک کو لفظ نور سے تعبیر کیا گیا ہے اور دوسرے کو کتاب کے عنوان سے ارشاد فرمایا ہے یہ توجیہ اس آیت کی ایک تفسیر کی بناء پر ہے یعنی جب کے نور سے حضور [redacted] کا وجود باوجود مراد لیا جاوے (رسالہ النور صفحہ ۴،۳)

اس کی ایک تفسیر یہ ہے جو میں نے ذکر کی کہ نور سے مراد حضور [redacted] ہوں اور اس تفسیر کی ترجیح کی وجہ یہ ہے کہ اس سے مراد اوپر بھی "**قد جاء کم رسولنا**" تمھارے پاس ہمارے یہ رسول تشریف لائے ہیں فرمایا ہے تو قرینہ ہے اس پہ کہ دونوں جگہ "**جائکم**" کا فاعل ایک ہو دوسرا اوپر "**قد جاء کم رسولنا**" کے ساتھ جو آپ کی شان بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے "**یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون من الکتاب**" یعنی کتاب میں سے جن باتوں کو تم چھپاتے ہو ان میں سے بہت سی باتوں کو صاف صاف کھول دیتے ہیں یعنی آپ کو مبین اور مظہر فرمایا، اب سمجھئے نور کی حقیقت ہے ظاہر بنفسہ مظہر لغیرہ تو حضور [redacted] کی شان مظہر کے بہت مناسب ہے کہ مراد نور سے آپ [redacted]

ہوں اور اس کے آگے قرآن کی شان میں فرماتے ہیں "**کتاب مبین یھدی بہ اللہ**" تو کتاب کو تو آلہ اظہار فرمایا اور آپ کو مبین میں خود مظہر فرمایا پس یہ قرینہ ہے تفسیر بالا کا (تا) تو نور کی شان میں تو اظہار غالب ہے اور کتاب میں ظہور غالب ہے تو **یھدی بہ اللہ** کتاب کے زیادہ مناسب ہے اور نور حضور کے زیادہ مناسب ہے یہ ہے وجہ ترجیح۔ (صفحہ ۳۰ رسالہ النور، از تھانوی)

مگر اس میں ایک اشکال ہو سکتا ہے کہ دوسری جگہ ارشاد ہے "**قد جاء کم برھان من ربکم و انزلنا الیکم نورا مبینا**" "تمھارے پاس تمھارے پروردگار کی طرف سے ایک دلیل آچکی ہے اور ہم نے تمھارے پاس ایک صاف نور بھیجا ہے" تو یہاں برہان سے تو مراد غالباً **بقرینہ انزلنا** قرآن ہے اور یہی نور وہاں بھی آیا ہے (اور القرآن یفسر بعضہ بعضا قرآن کا ایک حصہ دوسرے حصے کی تفسیر کرتا ہے) تو جواب اس کا یہ ہے کہ ہم کب دعوی کرتے ہیں کہ جہاں بھی **جاء** ہے وہاں اس کے فاعل حضور [redacted] ہی ہوں گے ممکن ہو کہ یہاں "**جاء کم**" کی اسناد "کتاب" کی طرف مجازاً ہو مگر جہاں اسناد حقیقی بن سکے وہاں اس کو کیوں نہ اختیار کیا جاوے

اور یہاں **قد جاء کم نور** میں ہو سکتا ہے پس یہاں یہ ہی مناسب ہوگا دوسرے ہم '[**انزلنا**'] سے بھی رسول ہی مراد لے سکتے ہیں چنانچہ ایک مقام پر ہے "**قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا** (بے شک اللہ نے نازل کی ہے تمھاری طرف ایک نصیحت یعنی ایک رسول) رسولاً بدل ہے بطور تفسیر کے، ذکراً، سے یہاں بھی انزلنا کا مفعول لفظ رسولاً واقع ہوا ہے پس اس سے بھی تفسیر مختار پر کوئی غبار نہیں رہا (رسالہ النور صفحہ ۳۱)۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ "**یا ایھا النبی انا ارسلنک شاھدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا** (اے نبی [redacted]! ہم نے آپ کو اس

شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہ ہوں گے اور آپ بشارت دینے والے ہیں اور ڈرانے والے ہیں اور اللہ تعالی کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے ہیں اور آپ ایک روشن چراغ ہیں۔ (رسالہ النور صفحہ ۴۰۔ تھانوی)

تھانوی صاحب کی اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ راجح اور مختار تفسیر یہی ہے کہ نور سے مراد رسول گرامی ■ کی ذات پاک ہے اور آپ ■ کو سراج منیر اور روشن چراغ بنا کر بھیجا گیا اور آپ ■ برہان ربی بھی ہیں اور اتارے ہوئے نور مبین بھی۔ پس تھانوی صاحب ہی کی اس تقریر سے مذکورہ اعتراض کا جواب ہو گیا اور دیگر شکوک وشبہات کا ازالہ ہو گیا۔

اعتراض: راقم الحروف کو ایک عزیز محمد ادریس نے اپنے علاقے کے ایک قاری بلال صاحب دیوبندی کی طرف سے ایک رقعہ اعتراض کی صورت میں دیا جس میں دو اعتراض لکھے ہیں (۱) کہ حضور ■ کے شجرہ میں تمام بشر ہیں۔ اگر حضور ■ نور ہوتے تو شجرہ شریف میں بشر کی بجائے نور ہونے چاہیے تھے۔

جواب: اصل میں قاری صاحب کو اہل سنت وجماعت کے عقیدہ نور کے بارے میں علم ہی نہیں ہے جس کی بنا پر یہ اعتراض وارد کر دیا، کاش کے قاری صاحب ہمارے علماء کرام کی کتب سے ہمارا عقیدہ ہی پڑھ لیتے تو ایسی جہالت کا مظاہرہ نہ کرتے۔ ہمارا عقیدہ آپ ■ کی حقیقت اولیت سے تعلق رکھتا ہے۔ جس کی وضاحت شروع میں بیان ہو چکی۔ لہذا اتنے صاف اور واضح بیان کے باوجود یہ اعتراض عبث گفتگو پر مبنی ہے۔ جب نور کا عقیدہ اولیت وحقیقتِ محمدی کے بارے میں ہے تو پھر "شجرہ میں بشر ہیں" کا اعتراض کرنا ہی لاعلمی وجہالت کی دلیل ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب ہم خود یہ کہتے ہیں کہ حضور ■ دنیا میں کامل وافضل البشر بن کر تشریف لائے اور جو کوئی آپ ■ کی بشریت کا مطلق انکار کرے وہ کافر ہے تو پھر خواہ

مخواہ کے ایسے اعتراضات مخالفین کی ہٹ دھرمی اور جہالت کا ثبوت ہے۔ کاش کہ قاری صاحب کوئی ایسی آیت وحدیث پیش کرتے کہ آپ نور نہیں ہے۔ لیکن اصل موضوع کی بجائے بشریت پر بات کرتے پھرتے ہیں جس کا کسی کو بھی انکار نہیں۔

اعتــــراض: دوسرا اعتراض قاری صاحب نے یہ کیا تھا کہ قرآن پاک میں ۱۰۰ آیات نبی ■ کے بشر ہونے کے بارے میں ہیں آپ ۱۰ آیات نور کے بارے میں پیش کر دیجئے۔

جــــواب: جناب قاری صاحب! جب بشریت پر ہم سب متفق ہیں تو پھر بار بار بشریت کے موضوع پر دلائل دینے کا مقصد عبث گفتگو کے سواء کچھ نہیں۔ میں آپ سے صرف ایک آیت یا ایک حدیث صحیح وصریحہ پیش کرنے کا مطالبہ کرتا ہوں جس میں یہ ہو کہ حضور ■ کی اولیت یا حقیقت نور نہیں ہے۔ چلو یہی دیکھا دو کہ " حضور ■ نور نہیں "لیکن قیامت تک آپ کو ایسی دلیل نہیں ملے گی۔ لہذا خواہ مخواہ ٹوٹکے لگانے کی بجائے قرآن وحادیث کو تسلیم کرلو اسی میں دنیا وآخرت کی بہتری ہے۔

باقی نور پر ۱۰ آیات کا مطالبہ کرنا یہ آپ کی لاعلمی وجہالت کا ثبوت ہے کیا یہ لازمی ہے کہ ۱۰ آیات ہوگی تو تبھی قرآن پاک کی بات کو تسلیم کیا جائے گا؟ مسلمانوں کیلئے تو ایک آیت ہی کافی ہے اور نہ ماننے والوں کو پورا قرآن ناکافی۔ ویسے قاری صاحب ہماری اس کتاب پر توجہ فرمائیں شائد حق بات نصیب ہوجائے۔

حدیث نور: جابر رضی اللہ عنہ

وروی عبدالرزاق بسندہ عن جابر بن عبداللہ قال :قلت یارسول اللہ ﷺ! بابی انت وامی اخبرنی عن اول شی خلقہ اللہ تعالٰی قبل الاشیاء قال :یاجابر :ان اللہ تعالٰی قد خلق اللہ قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ فجعل ذلک النوریدوربالقدرۃ حیث شاء اللہ.......(آخر

تک)ترجمہ:عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا میرے ماں، باپ آپ ■ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کونسی چیز پیدا (تخلیق) کی؟ آپ ■ نے فرمایا "اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی ■ کا نور اپنے نور (کے فیض) سے پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان اور نہ زمین تھی اور نہ سورج اور نہ چاند نہ جن تھے اور نہ انسان تھے پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کیے۔

☆ پہلے جز سے قلم پیدا کیا۔☆ دوسرے جز سے لوح پیدا کی۔☆ تیسرے جز سے عرش پیدا کیا۔پھر چوتھے جز کو چار اجزاء میں تقسیم کیا۔☆ پہلے جز سے حاملان عرش پیدا کیے۔(کہ وہ آٹھ فرشتے ہیں۔)☆ دوسرے جز سے کرسی پیدا کی۔☆ تیسرے جز سے کل ملائکہ پیدا کیے۔پھر چوتھے جز کو چار اجزاء میں تقسیم کیا۔☆ پہلے جز سے سات آسمان پیدا کیے۔☆ دوسرے جز سے سات زمینیں پیدا کیں۔☆ تیسرے جز سے جنت و دوزخ پیدا کی۔پھر چوتھے جز کو چار اجزاء میں تقسیم کیا۔☆ پہلے جز سے مومنوں کے ابصار کے نور کو پیدا کیا۔☆ دوسرے جز سے مومنوں کے دلوں کے نور کو پیدا کیا کہ وہ نور اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے۔☆ تیسرے جز سے مومنوں کے انس کو پیدا کیا کہ وہ توحید ہے یعنی **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ**۔

حدیث جابر کے حوالہ جات

(۱) امام بخاری و مسلم کے دادا استاد عبدالرزاق نے "**مصنف عبدالرزاق، باب فی تخلیق نور محمد ﷺ، الجزء المفقود من الجزء الاول**" حدیث نمبر ۱۸ صفحہ ۶۳" پر حدیث جابر لکھی جس کی سند یہ ہے "عبد الرزاق عن معمر

عن ابن المنکدر عن جابر قال: سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اول شیء خلقہ اللہ تعالیٰ؟ فقال: ھو نور نبیک یا جابر خلقہ اللہ ....الخ. یہی حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

(۲) حضرت علامہ زرقانی "شرح مواہب لدینہ جلد اول صفحہ ۴۱"۔

(۳) امام قسطلانی نے "مواہب لدینہ" میں۔

(۴) علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی نے "انوار محمدیہ صفحہ ۱۲"

(۵) اور جواہر البحار جلد ثالث صفحہ ۲۹

(۶) شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے "مدارج النبوت"

(۷) علامہ فہامہ علی بن برہان الدین حلبی شافعی نے "سیرت حلبی صفحہ ۳۷" میں

(۸) فاضل اجل ملامعین کاشفی نے "معارج النبوۃ رکن اول صفحہ ۱۸" میں

(۹) خاتم المحدثین شیخ احمد شہاب الدین بن حجر ہیتمی مکی نے "فتاویٰ حدیثیہ ص ۲۴۷"

(۱۰) علامہ عمر بن احمد خرپوتی نے "شرح قصیدہ بردہ صفحہ ۲۷"

(۱۱) امام ہمام محی الدین محمد بن مصطفیٰ المعروف شیخ زادہ نے "شرح قصیدہ بردہ صفحہ ۹۸"

(۱۲) امام محمد مہدی بن احمد فاسی نے "مطالع المسرات صفحہ ۲۱۰"

(۱۳) امام نیشا پوری نے "تفسیر نیشا پوری جلد ۸ صفحہ ۵۵" وانا اول المسلمین کے تحت

(۱۴) علامہ آلوسی نے "روح المعانی ج ۱۷ ص ۱۰۵"

(۱۵) مکتوبات شریف امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوب نمبر ۱۲۲

(۱۶) مفسیر قرآن امام ابن جریر "تفسیر ابن جریر"

(۱۷) علامہ عنایت احمد کاکوروی "تاریخ حبیب ص ۲۹"

(۱۸) مفسیر قرآن امام بیضاوی "بیضاوی شریف۔

(۱۹) تفسیر عرائس البیان شیخ الاکبر جلد ۲۳۸۔

(۲۰) امام بیہقی نے "دلائل النبوۃ"۔

(۲۱) تاریخ خمیس لعلامہ دیار بکری جلد ۱ ص ۲۰۔

(۲۲) امام اسماعیل حقی نے "تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۲۳۹"

(۲۳) ملا علی قاری "مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۴۰۔ اور شرح شفاء جلد ۲ ص ۴۱۶"

(۲۴) امام محمد عبدالوہاب شعرانی نے "التواقیت والجواہر جلد ۲ ص ۲۰"

(۲۵) عارف باللہ ملا عبدالرحمٰن جامی نے "شواہد النبوۃ ص ۶"

(۲۶) العارف البقلی نے "عرائس البیان جلد ۱ ص ۲۳۸"

(۲۷) امام شہاب الدین الخفاجی "نسیم الریاض جلد ۲ ص ۴۴"

(۲۸) علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی نے "حجۃ اللہ علی العلمین"

(۲۹) حضرت شیخ عبدالرحیم والد شاہ ولی اللہ نے "انفاس رحیمہ ص ۱۴"

(۳۰) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے "فیوض الحرمین ص ۹۷"

(۳۱) سید عبدالقادر جیلانی نے "سرالاسرار"

(۳۲) حضرت الشیخ چراغ دہلوی نے "صحائف السلوک"

(۳۳) امام محدث ابن الجوزی نے "المیلاد النبوی ص ۲۲"

(۳۴) علامہ اسمٰعیل بن محمد عجلونی "کشف الخفاء و مزیل الالباس ج ۱ ص ۲۶۵" (۳۵) امام عبدالغنی نابلسی نے "الحدیقۃ الندیہ" جلد ۲ ص ۳۷۵۔

(۳۶) امام علامہ شرف الدین بوصیری کے قصیدہ ہمزیہ کی شرح میں یہ حدیث نقل کی گئی ہے، علامہ سلیمان الجمل (م ۱۲۰۴ھ) صاحب تفسیر الجمل "الفتوحات الاحمدیہ بالمنح المحمدیہ" ص ۶"

(۳۷) امام علامہ ابن الحاج فرماتے ہیں "فقیہ خطیب ابوالربیع کی کتاب "شفاء الصدور" میں ہے۔۔ (ابن الحاج: المدخل جلد ۲ ص ۳۴)

(۳۸) علامہ ابوالحسن بن عبداللہ بکری فرماتے ہیں "حضرت علی مرتضی نے فرمایا: اللہ تعالیٰ موجود تھا اور کوئی شے اس کے ساتھ نہ تھی، اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے حبیب [redacted] کا نور پیدا کیا۔ الخ ("الانوار فی مولد النبی محمد" نجف اشرف، ص ۵)

(۳۹) علامہ شامی کے بھتیجے سید احمد عابدین شامی (م ۱۳۲۰ھ تقریباً) نے علامہ ابن حجر کے رسالہ "النعمة الکبری علی العالم" کی شرح میں یہ حدیث نقل کی ہے۔

(۴۰) علامہ احمد عبدالجواد دمشقی نے یہ حدیث امام عبدالرزاق اور امام بیہقی کے حوالے سے نقل کی ہے (السراج المنیر و بسیرته استنیر صفحہ ۱۲)

(۴۱) امام ملا علی قاری نے "المورد الروی" صفحہ ۴۰۔

(۴۲) مکہ مکرمہ کے نامور محقق فاضل محمد بن علوی مالکی حسنی نے "حاشیہ المورد الروی" ص ۴۰

(۴۳) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے "سر الاسرار" ص ۱۲۔

(۴۴) محمود بن احمد عینی بدرالدین نے لکھا "ایک روایت میں نور مصطفی [redacted] کو پیدا کیا۔ (عمدۃ القاری، بیروت ج ۱۵ ص ۱۰۹)

(۴۵) عقیدۃ الشہدۃ صفحہ ۱۰۰

وہابیوں دیوبندیوں اہلحدیثوں کے حوالے

(۴۵) غیر مقلد علامہ وحید الزمان "ھدیۃ المھدی ص ۱۰۸"

(۴۶) وہابیوں دیوبندیوں اہلحدیثوں کے امام اسماعیل دہلوی نے "رسالہ یک روزی صفحہ ۱۱" (۴۷) مولوی محمد ادریس کاندھلوی نے "مقامات کے حاشیہ صفحہ ۱"

(۴۸) مولانا محمد شفیع صاحب تفسیر "معارف القرآن جلد ۳ صفحہ ۳۱۰" زیر آیت وانا

اول المسلمین اس حدیث کو لکھا۔

(۴۹) فتاویٰ رشیدیہ میں وہابی **رشید احمد گنگوہی** نے اسی حدیث کے تحت محدث دہلوی صاحب کے حوالے سے لکھا کہ اس کی کچھ اصل ہے صفحہ ۹۸۔

(۵۰) دیوبندی شیخ الہند مولوی **حسین احمد دیوبندی** نے الشہاب الثاقب۔

(۵۱) تواریخ حبیب اللہ للعلامہ القانی **المفتی محمد عنایت دیوبندی**۔

(۵۲) مولوی **ذوالفقار علی دیوبندی** نے عطر الوردہ شرح قصیدہ بردہ شریف۔

(۵۳) مولانا **عبد الحیٔ لکھنوی فرنگی محل** ی "الاثار المرفوعہ" میں امام عبد الرزاق کے حوالے سے حضرت جابر [redacted]ی روایت نقل کرنے کے بعد تنبیہ کا عنوان دے کر لکھتے ہیں "عبد الرزاق کی روایت سے نور محمدی کا پیدائش میں اول ہونا اور مخلوق سے پہلے ہونا ثابت ہے (الاثار المرعوعة فی الاخبار الموضوعة" ص۴۳)

(۵۴) دیوبندیوں کے **مجدد اشرف علی تھانوی** نے "نشر الطیب صفحہ ۱" ۔مزید یہ کہ تھانوی صاحب حدیث نور کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں "اس حدیث سے نور محمدی [redacted] کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نور محمدی [redacted] سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔ (نشر الطیب ۱۷)

(۵۵) دیوبندیوں کے غوث وقطب رشید احمد گنگوہی نے بھی امداد السلوک میں یہی نور والی حدیث لکھی ہے۔

بندہ ناچیز کی تحقیق

اس حدیث کا مستند وصحیح ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ **امت مسلمہ کی مذکورہ بالا مقتدر اور رفیع المرتبت محدثین ومورخین نے بلا اختلاف ونظر اور جرح کے اس حدیث نور کو اپنی کتب میں نقل کیا** یہی اس حدیث کی صحت کا بین ثبوت ہے۔ بندہ ناچیز کی تحقیق وعلم

کے مطابق کسی بھی معتبر و متفق علیہ محدث نے اس حدیث کو ضعیف و من گھڑت نہیں کہا۔ بلکہ **بلا نقد و نظر اور جرح کے اس حدیث نور کو اپنی کتب میں نقل کیا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک حدیث بغیر سند، یا من گھڑت ہو اور کوئی محدث اس پر اعتراض نہ کرے۔ محدثین و مفسرین کا اس حدیث پر کسی قسم کا اعتراض نہ ہونا ہی اس حدیث کو مستند و صحیح ہونے کا ثبوت ہے۔**

اور وہابیہ کیلئے تو ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ وہ کس منہ سے کہتے ہیں کہ یہ حدیث من گھڑت یا بغیر سند کے ہیں جب کہ علماء دیوبند و اہلحدیث کے اکابر علماء جن پر ان کے مسلک کا دارومدار ہے انہوں نے بھی اس حدیث کو بغیر کسی اعتراض کے قبول کیا اور اپنی کتب میں درج کیا۔ جس پر ثبوت ہم پیش کر چکے ہیں۔ علماء دیوبند کے دیگر علماء و اکابرین کے علاوہ جید و ممتاز عالم دین حکیم الامت مجدد مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب ''نشر الطیب'' میں اس حدیث کو لکھا ہی نہیں بلکہ آغاز ہی اسی حدیث سے کیا۔ اور مولانا تھانوی صاحب نے اپنی اس کتاب میں صحت روایت کا بیحد خیال رکھا ہے جیسا کہ نشر الطیب کے تعارف میں تھانوی صاحب نے خود دعویٰ کیا ہے کہ ''حضور پرنور ■ کے کچھ حالات قبل نبوۃ و بعد نبوۃ کے صحیح روایات سے تحریر کیے جاویں (صفحہ ۷) پس اس حدیث کا صحیح ہونے کا اقرار خود تھانوی صاحب کے اس دعویٰ سے ثابت ہوا۔

علماء کا حدیث کو قبول کرنا

☆ **عمدۃ المحدثین حافظ ابن حجر عسقلانی** فرماتے ہیں کہ امام بخاری اور مسلم کی روایت کردہ حدیث، خبر واحد ہونے کے باوجود یقین کا فائدہ دیتی ہے، کیونکہ اس میں صحت کے کئی قرائن پائے گئے ہیں، ان میں سے ایک قرینہ یہ ہے کہ علماء امت نے ان کی کتابوں کو قبول کیا ہے۔، اس گفتگو کے بعد علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں ''**وھذا التلقی وحدہ اقوی فی افادۃِ العلم من مجرد کثیرۃ الطرق القاصرۃِ عن**

التواتر "یقین کیلئے تواتر سے کم درجہ کثرت طرق کے مقابلے میں علماء امت کا قبول کرنا زیادہ مفید ہے۔(نزھۃ النظر فی توضیع نخبۃ الفکر صفحہ ۲۴)

مطلب یہ ہے کہ کسی حدیث کی سندوں کی کثرت (جبکہ تواتر سے کم ہو) اس قدر مفید یقین نہیں، جس قدر علماء امت کا کسی حدیث کو قبول کر لینا مفید یقین ہے۔

☆ حضرت علی مرتضی اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ■ نے فرمایا: جب تم میں سے ایک شخص نماز کو حاضر ہو اور امام ایک حال میں ہو تو مقتدی اسی حال کو اختیار کرے۔ امام ترمذی نے فرمایا "یہ حدیث غریب ہے ہمیں معلوم نہیں کہ کسی نے اس حدیث کو کسی دوسری سند سے روایت کیا ہو، اس کے باوجود امام ترمذی نے فرمایا "والعمل علی ھذا عند اھل العلم" اہل علم کے نزدیک اس پر عمل ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں "اس حدیث کی سند ضعیف۔ حضرت علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں "فکان الترمذی یرید تقویۃ الحدیث بعمل اھل العلم" گویا امام ترمذی اہل علم کے عمل کے ذریعے اس حدیث کو تقویت دینا چاہتے ہیں۔(مرقاۃ المفاتیح ۳/۹۸)

☆ غیر مقلدین اہلحدیث کی شائع شدہ موضوعات کبیر میں ملا علی قاری نے ایک حدیث لکھی "جو مکہ کی گرمی پر تھوڑی دیر بھی صبر کرے اللہ تعالیٰ اس سے دوزخ کو ستر سال کی مسافت پر دور فرما دیتا ہے......ملا علی قاری کہتے ہیں امام نسفی نے تفسیر مدارک میں اسے نقل کیا ہے اور وہ بہت بڑے امام ہیں۔ اس باعث اس حدیث کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہو گی چاہے وہ ضعیف ہو۔(موضوعات کبیر حدیث نمبر 924 صفحہ 314 نعمانی کتب خانہ)

اس حدیث میں بھی ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اہل علم کی علمی مقام وحیثیت کو بنیاد بنا کر حدیث کو قبول فرما رہے ہیں۔

☆ اسی موضوعات کبیر میں ہے کہ "میں اپنی امت پر کسی چیز کا اتنا خوف نہیں کرتا جتنا عورتوں اور شراب کا" اسکو دیلمی نے بغیر سند کے حضرت علی سے مرفوعا روایت کیا ہے ۔سخاوی نے اس کی سرخی بنائی ہے اور اس پر کوئی کلام نہیں کیا ۔ابن الربیع کہتے ہیں ۔اس میں اسکے الفاظ بالسند نہیں پاتا لیکن اسکے شواہد بہت سے ہیں ۔(موضوعات کبیر صفحہ 270 نعمانی کتب خانہ)

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا بغیر سند کے حدیث کو قبول کرنا یقیناً صرف اس لئے ہی ہے کہ اس حدیث کے شواہد بہت ہیں یعنی مختلف محدثین کرام نے اس کو نقل فرمایا۔

حدیث جابر رضی اللہ عنہ پر ہم نے درجنوں حوالہ جات پیش کر دیئے ہیں ،جن میں بڑے بڑے مفسرین ومحدثین ، بزرگان دین اور خود مخالفین کے اکابرین بھی شامل ہیں اس حدیث کی سند میں تمام راوی اعلیٰ درجہ کے ثقہ راوی ہیں اور یہ حدیث بلکل صحیح حدیث ہے۔ نیز امت مسلمہ کی مقتدر اور رفیع المرتبت محدثین و مورخین نے بلا نقد و نظر اور جرح کے اس حدیث نور کو اپنی کتب میں نقل کرنا ہی اس حدیث کی صحت کا بین ثبوت ہے۔اس حدیث کا مستند وصحیح ہونے کی ایک روشن دلیل یہ بھی ہے

پھر مذکورہ حضرات علما کرام ! نے بغیر جرح وقدح کے اسے قبول کیا اور نہ صرف قبول کیا بلکہ بطور دلیل پیش بھی کیا۔تو کوئی وجہ نہیں کہ اس حدیث کو یک لخت رد کر دیا جائے اور اس کو ضعیف یا من گھرٹ قرار دیا جائے۔ہم صرف یہ پوچھتے ہیں اگر کوئی ضدی اس حدیث کو من گھرٹ کہنے پر ہی بضد ہے تو کیا اتنے بڑے بڑے جید و معتبر علماء من گھرٹ حدیث نقل فرماتے رہے ہیں؟ اور خوامخواہ نبی پاک ﷺ پر جھوٹ باندھتے رہے ہیں؟ اور پھر یہ جھوٹ بول کر بقول فرمان نبوی ﷺ کے (جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔) جہنمی قرار پائے کہ نہیں؟ معاذ اللہ عزوجل! لہذا حق وسچ کو تسلیم کرنے میں ہی دنیا وآخرت کی بہتری ہے۔لیکن نامعلوم آج کہ ملا

حضرات! کو کیا ہو گیا ہے کہ ان علماء کرام کو مانتے بھی ہیں ان کے علوم و تحقیق کے قائل بھی ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی پیش کردہ روایات کو من گھڑت کہہ کر ان کا انکار بھی کر جاتے ہیں۔ مزید اس حدیث پر گفتگو ملاحظہ کیجئے۔

حدیث جابر کے راوی

جیسا کہ حدیث جابر کے حوالہ جات پہلے گزرے۔ یہ حدیث جابر ان الفاظ میں مشہور ہو گئی ہے"**اول ما خلق اللہ نوری**" جیسا کہ علماء امت نے ان الفاظ کے ساتھ بھی اس حدیث کو لکھا، خود مخالفین نے بھی اس حدیث کو انہی الفاظ میں لکھا۔ معلوم ہوا اس حدیث اول ما خلق اللہ نوری کا ماخذ بھی مصنف شیخ عبد الرزاق کی روایت حدیث جابر ہی ہے۔ اب اس حدیث کی سند اور راویوں کے بارے میں مطالعہ کیجئے۔

سند حدیث

"عبد الرزاق عن معمر عن ابن المنکدر عن جابر قال :.... الخ.

یہ حدیث ثلاثی احادیث میں سے ہے یعنی عبد الرزاق اور نبی کریم ﷺ کے درمیان اس میں صرف تین راوی ہیں۔ معمر، محمد بن المنکدر اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ۔

اس حدیث کی سند زبردست صحیح اور عالی سند ہے اس کے تمام راوی ثقات آئمہ اعلام میں سے ہیں۔

امام عبد الرزاق کا مقام: امام عبد الرزاق بن ہمام بن نافع جو اس حدیث کے مخرج ہیں، ان کی کنیت ابو بکر ہے یہ صنعا (یمن) میں ۱۲۶ھ میں ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ یہ امام مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور امام احمد بن حنبل جیسے ائمہ دین کے استاد اور امام بخاری و امام مسلم کے استاد الاستاذ (دادا استاد) ہیں۔ امام عبد الرزاق نے شام کی طرف بطور تاجر سفر کیا اور وہاں سے کبار علماء سے اخذ علم

کیا جیسے امام اوزاعی وغیرہ، اور آخری عمر میں حجاز مقدس کا سفر کیا لیکن زیادہ تر آپ یمن میں رہے اور کم وبیش سات سے نو سال تک معمر بن راشد کی مجلس میں رہے۔ اس وقت آپ کی عمر بیس سال کے لگ بھگ تھی تو بے شمار لوگ آپ سے علم حدیث اخذ کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔

تہذیب التہذیب میں ان کے متعلق لکھا ہے'' **وقال احمد بن صالح المصری قلت لا حمد بن حنبل مارایت احدا احسن حدیث من عبد الرزاق قال لا تہذیب التہذیب** ''احمد بن مصری کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا کیا آپ نے حدیث میں کوئی شخص عبدالرزاق سے بہتر دیکھا، انہوں نے فرمایا نہیں'' (تہذیب التہذیب صفحہ ۳۱۱ جلد ۲)

صحیح بخاری شریف میں آپ سے کم وبیش 89 احادیث مروی ہیں، جن میں سے 82 عبدالرزاق عن معمر اور 7 دیگر اساتذہ سے ہیں۔ جبکہ صحیح مسلم شریف میں کم و بیش 289 احادیث ان سے مروی ہیں، 277 عبدالرزاق عن معمر اور 13 دیگر اساتذہ سے ہیں۔

امام معمر بن راشد: یہ اپنے وقت کے زبردست عالم اور ثقہ محدث ہیں امام بخاری اور امام مسلم کے مرکزی راوی ہیں۔

صحیح بخاری شریف میں ان سے کم وبیش سوا دوسو (225) احادیث مروی ہیں۔ اور صحیح مسلم شریف میں ان سے کم وبیش (300) احادیث مروی ہیں جن میں کم وبیش (280) عبدالرزاق عن معمر کی سند سے ہیں۔

امام ذہبی فرماتے ہیں معمر بن راشد الامام الحافظ شیخ الاسلام ابوعروبہ بن ابی عمر الازدی یہ ۹۵ یا ۹۶ ہجری کو پیدا ہوئے۔ امام حسن بصری کے جنازہ میں شریک ہوئے۔ یہ تحری اور صدق ورع اور جلالت وحسن تصنیف کے ساتھ علم کے برتن ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء

۷:۵۔۶)

محمد بن منکدر: ان کے متعلق امام ذہبی فرماتے ہیں محمد بن المنکدر ابن عبداللہ بن حدیر...... الامام الحافظ القدرۃ، شیخ الاسلام ابو عبداللہ القرشی المدنی یہ ۳۰ھ کے بعد پیدا ہوئے اور یہ حضرت عائشہ، حضرت ابوہریرہ، ابن عمر، جابر، ابن عباس، ابن الزبیر، ربیعۃ بن عباد، انس بن مالک، ابوالامامۃ بن سہل، سعید بن مسیّب، عروۃ بن زبیر اور اپنے باپ وغیرھم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان میں سے امام ابوحنیفہ، امام زہری، ھیشام بن عروۃ، موسیٰ بن عقبہ، ابن جریج، یحییٰ بن سعید، معمر، امام مالک، امام جعفر الصادق، امام شعبہ، سفیان ثوری بن عینیہ، امام اوزاعی وغیرھم اور دیگر بے شمار محدثین کرام نے روایت لی ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ۵:۳۵۳۔۳۶۱)

صحیح بخاری شریف میں ان سے کم وبیش 30 سے زیادہ احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے کم وبیش 29 محمد بن المنکدر عن جابر کی سند سے ہیں۔ اور صحیح مسلم شریف میں ان سے کم وبیش 122 احادیث مروی ہیں جن میں سے 14 کے قریب حضرت جابر سے مروی ہیں۔

حضرت جابربن عبد اللّٰہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بہت مشہور صحابی رسول ہیں۔ جنہوں نے کثرت کے ساتھ احادیث روایت کی ہیں۔

الحمد للہ عزوجل! ثابت ہوا کہ زبردست صحیح اور عالی سند ہے۔ اس لئے دیگر محدثین کرام نے اس حدیث کو اپنی اپنی کتب میں بغیر جرح وقدح کے قبول کیا۔ اور بہت سارے علماء دین نے بھی واضح الفاظ میں اس کو صحیح لکھا۔ اس لئے کہ اس کی سند پر کسی قسم کا اعتراض ہی نہ تھا۔

یہ حدیث صحیح ہے

اب مزید مصنف عبدالرزاق کی اس حدیث صحیح کے بارے میں علماء دین کے ارشادات ملاحظہ کیجئے۔ چنانچہ کثیر محدثین ومفاسیر کرام نے اس کو صحیح کہا۔

(۱) **شیخ عبدالحق محدث دہلوی** فرماتے ہیں ''در حدیث صحیح وارد شده که اول ماخلق الله نوری '' حدیث صحیح میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو چیز پیدا کی وہ میرا نور ہے۔ (مدارج النبوت ۲/۲)

(۲) اسی حدیث کو **الشیخ الامام الاوحد الامجد محمد مہدی بن احمد بن علی بن یوسف الفاسی** رضی اللہ عنہ نے نقل کیا اور اخیر میں اتنا جملہ اور زیادہ نقل کیا ہے ''ومن نوری خلق کل شیٔ'' اور میرے نور سے ہر چیز کو پیدا کیا۔ (مطالع المرات صفحہ ۱۲۹، موضوعات قاری صفحہ ۹۹ بحوالہ مقام رسول ﷺ)۔

(۳) **امام عبدالغنی نابلسی رضی اللہ عنہ** ''حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ'' میں اس حدیث کی تصحیح فرماتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں کہ '' قد خلق كل شئی من نوره ﷺ كما ورد به الحديث الصحيح'' ۔ تحقیق ہے ایک چیز حضور ﷺ کے نور سے بنائی گئی جیسا کہ صحیح حدیث اس بارے میں وارد ہوئی ہے۔

(۴) اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی تقریباً اسی طرح روایت فرمایا ہے (دلائل النبوۃ)۔

(۵) **مکہ مکرمہ کے نامور محقق فاضل سید محمد علوی** ''حاشیہ المورد الروی صفحہ ۴۰'' پر لکھتے ہیں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی سند صحیح ہے اس پر کوئی غبار نہیں ہے، چونکہ متن غریب ہے، اس لئے اس میں علماء کا اختلاف ہے، اس حدیث کو امام بیہقی نے کسی قدر مختلف الفاظ سے روایت کیا ہے۔ (بحوالہ عقائد ونظریات ۲۷۷)

کثیر التعداد جلیل القدر آئمہ کا اس حدیث کو قبول کرنا اس کی تصحیح فرمانا اس پر اعتماد کر کے

اس سے مسائل کا استنباط کرنا اس کے صحیح ہونے کی روشن دلیل ہے۔

﴿حدیث جابر پر اعتراض کے جوابات﴾

اعتراض: بعض لوگ "نور نبیک من نورہ" وغیرہ کو پیش کر کے یہ کہتے ہیں کہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ اللہ عزوجل کے ذاتی نور سے پیدا ہوئے، ذات الٰہی کا جز ہوئے، ذات الٰہی کا مادہ ہوئے۔ اور اللہ عزوجل کا جز تسلیم کرنا کفر ہے۔

جواب: یہ اعتراض مخالف کی کم علمی و جہالت پر مبنی ہے۔ "**نور نبیک من نورہ**" کو دیکھ کر یہ سمجھا کہ لفظ "**من**" تبعیضیہ ہے لہٰذا مذکورہ معنی تراش لیا۔ لیکن یہ خیال نہ کیا کہ لفظ "من" کئی دوسرے معنوں کیلئے بھی آتا ہے۔ درس نظامی کی ابتدائی کتاب "**مائۃ عامل**" میں وہ معانی دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس جگہ من ابتدائیہ، اتصالیہ ہے۔ جس کا مفاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے کسی چیز کے واسطے کے بغیر آپ کے نور کو پیدا کیا۔ اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

ارشاد ربانی ہے "**و کلمتہ القھا الی مریم و روح منہ**" (النساء ۴: ۱۷۱) علامہ سید محمود آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کلمہ من مجازا ابتداء غایت کیلئے ہے، تبعیضیہ نہیں ہے، جیسے کہ عیسائیوں نے گمان کیا، کہتے ہیں کہ ہارون الرشید کے دربار کا ایک ماہر طبیب عیسائی تھا، اس نے ایک دن علامہ علی بن حسین واقدی مروزی سے مناظرہ کیا اور کہا کہ تمہاری کتاب (قرآن پاک) میں ایک آیت ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اللہ عزوجل کی جز ہیں اور یہی آیت پیش کی (**روح منہ**) تو علامہ واقدی نے یہ آیت پیش کی "**وسخر لکم ما فی السموت و ما فی الارض جمیعا منہ**" اور تمہارے لئے وہ سب چیزیں مسخر

کیں جو آسمان اور زمین میں ہیں سب اس کی طرف سے ہیں (القرآن) کہنے لگے تمہاری بات مان لی جائے تو لازم آئے گا کہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی جز ہوں، عیسائی لاجواب ہوگیا اور اسلام لے آیا۔ ہارون الرشید نہایت خوش ہوا اور واقدی کو گراں قدر انعام سے نوازا (روح المعانی ۶:۲۲)

عیسائی طبیب کی سمجھ میں بات آ گئی اور وہ اسلام لے آیا، اب دیکھیے منکرین اور معترضین کی عقل میں یہ بات آتی ہے اور وہ تسلیم کرتے ہیں یا کہ اپنے انکار پر ہی ڈٹے رہتے ہیں۔

☆ علامہ زرقانی فرماتے ہیں اے **لمن نور هو فاته لا بمعنى انها مادة خلق نوره منها بل بمعنى تعلق الارادة بلا واسطه شيء في وجوده** "یعنی! اس نور سے پیدا کیا جو ذات باری تعالیٰ کا عین ہے (اس کا) یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مادہ ہے، جس سے نبی اکرم ﷺ کا نور پیدا کیا گیا، بلکہ آپ ﷺ کے نور کے ساتھ کسی چیز کے واسطے کے بغیر اللہ تعالیٰ کے ارادے کا تعلق ہوا۔ (شرح مواہب لدنیا/۵۵)

☆ **خواشرف علی تھانوی دیوبندی** بھی **نور نبیک** کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "نہ باین معنی کہ نور الٰہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا" (نشر الطیب صفحہ ۱۱)

امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی فرماتے ہیں کہ "**ہاں عین ذات الٰہی سے پیدا ہونے کے یہ معنی نہیں** کہ معاذ اللہ ذات الٰہی ذات رسالت کیلئے مادہ ہے جیسے مٹی سے انسان پیدا ہو، یا عیاذاً باللہ ذات الٰہی کا کوئی حصہ یا کُل، ذات نبی ہوگیا۔ اللہ عزوجل حصے اور ٹکڑے اور کسی کے ساتھ متحد ہو جانے یا کسی شئے میں حلول فرمانے سے پاک ومنزہ ہے۔ **حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواہ کسی شے جزء ذات الٰہی**

خواہ کسی مخلوق کو عین ونفس ذات الٰہی ماننا کفر ہے۔(فتاوی رضویہ جلدنمبر ۳۰)۔اوراور مقام پرفرماتے ہیں کہ "**حاش للہ! یہ کسی مسلمان کا عقیدہ کیا گمان بھی نہیں** ہوسکتا کہ نور رسالت یا کوئی چیز معاذاللہ ذات الٰہی کا جزیا اس کا عین ونفس ہے،ایسا اعتقادضرورکفر وارتداد۔(فتاوی رضویہ جلدنمبر ۳۰،مجموعہ رسائل "نوروسایہ" صفحہ ۳۶)

لہذا یہ کسی کا بھی عقیدہ نہیں نورمحمدی ﷺ اللہ عزوجل کی ذات کا حصہ یا جز ہیں۔معاذ اللہ عزوجل۔اہل سنت کے کسی بھی معتبر شخصیت نے یہ نہ لکھا کہ نورمحمدی ﷺ اللہ عزوجل کی ذات کا حصہ یا جز ہے۔مخالفین خواہ مخواہ اہل سنت پرجھوٹ باندھتے اور سخت بدگمانی کا شکار ہیں۔اورخواہ مخواہ زبردستی ایسے نظریات ہمارے سرتھوپتے ہیں جنکے ہم ہرگز قائل نہیں۔

اعتراض: قرآن میں ہے"**وجعلنا من الماء کل شئی ء حی**"اورہم نے ہرزندہ چیزکوپانی سے پیدا کیا'لہذا حدیث نوراس آیت کے خلاف ہے۔

جواب: اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ آیت مبارکہ میں مطلق موجودات کا ذکرنہیں کیا گیا بلکہ اجسام اورخصوصاحیوانات کا ذکر ہے علامہ سیدمحمودآلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں "یعنی ہم نے پانی سے ہرحیوان کوپیدا کیا یعنی ہراس چیزکوجوحیات حقیقیہ سے متصف ہے،یہ تفسیر کلبی اورمفسرین کی ایک جماعت سے منقول ہے،اس کی تائید اس آیت کریمہ سے ہوتی ہے:واللہ خلق کل دابۃ من ماء"اللہ تعالیٰ نے ہر چوپائے کوپانی سے پیدا کیا(روح المعانی ۱۷/۳۲)

توجب یہ ثابت ہوگیا کہ اس آیت میں حیوانات کے پیدا کرنے کا ذکر ہے اورحدیث نورمیں کسی حیوان اورجسم کا ذکرنہیں ہے بلکہ ایک مجرد ہے جوتمام اجسام بلکہ تمام انوار سے پہلے پیدا کیا گیا اوروہ تھا نورمصطفی ﷺ۔لہذا یہ اعتراض بن ہی نہیں سکتا۔

اعتراض: حدیث جابرکی سند ہی نہیں ہے لہذا ہم اس کونہیں مانتے......وغیرہ

حماء۔

الجواب: علماء محدثین ومفسرین کرام نے اس حدیث کو اپنی کتب میں **بلا نقد ونظر اور جرح کے اس حدیث نور کو اپنی کتب میں نقل کیا۔ کسی نے بھی یہ اعتراض نہیں کیا کہ اس کی سند نہیں۔ اگر اس حدیث کی سند نہ ہوتی تو کوئی نہ کوئی محدث ایسا اعتراض کرتا۔ بلکہ بندہ ناچیز کے علم کے مطابق تو علماء وہابیہ کے قدیم اکابرین میں بھی کسی نے اپنی کتب میں یہ اعتراض نہیں کیا کہ اس کی سند نہیں۔ بلکہ علماء وہابیہ بھی اس حدیث کو قبول کرتے آئے ہیں۔ اس کی سند نہ ہونے کا اعتراض تو اب آج کے جدید وہابیہ کا اٹھایا ہوا ہے لیکن اس کا تسلی بخش جواب بندہ ناچیز پیش کرتا ہے پہلے یہ عرض کردوں کہ** جناب دبئ (عرب امارات) کے علمی تحقیقی اشاعتی ادارہ عربیہ کی شائع کردہ مصنف عبد الرازاق میں اس حدیث شریف کی مکمل سند موجود ہے۔ جس کا حوالہ ہم بمعہ سند بیان کر چکے۔

☆ دوسری بات یہ ہے کہ جو پرانی شائع کردہ مصنف عبدالرزاق تھی ہم پوچھتے ہیں کہ کیا آج بھی وہ بلکل ویسے ہی مکمل ہے جیسے امام عبدالرزاق کے دور میں تھی؟ جب مکمل نہیں اور یقیناً نہیں جیسے کہ مصنف عبدالرزاق کہ ابتداء میں تصریح کر دی گئی ہے کہ مصنف عبدالرزاق کا مکمل نسخہ کہیں بھی نہیں مل سکا جس قدر مل سکے ہیں ان میں سے جو زیادہ کامل نظر آیا اسی کی طباعت کو غنیمت جانا اور جو زیادہ ناقص تھے ان کو نہیں چھاپا اور لطف کی بات یہ ہے کہ کتاب الطہارت کے عنوان قائم کر کے پورا ورق خالی چھوڑ دیا گیا ہے اور نیچے لکھ دیا گیا ہے ہمیں اسکی روایات نہیں مل سکیں جس کو مل جائیں یہاں درج کرے۔

﴿وہابیہ اور اہل یہود کے حیلے﴾

قرآن پاک میں بھی ہے کہ "اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ

يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۔(ترجمہ)وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی۔ جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں۔(پ۹اعراف ۱۵۷)

اسی طرح صحیح بخاری شریف میں حضرت عطا ابن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی وہ اوصاف بتائیں **جو توریت میں ہیں۔فرمایا ہاں خدا کی قسم توریت میں بھی ان کے اوصاف ہیں** جیسا قرآن مجید میں بعض ہیں یعنی اے غیب کی خبریں بتانے والے بے شک ہم نے تمہیں بھیجا ہے نگہبان، خوشخبری دیتا، ڈر سناتا، اور اَن پڑھوں کی پناہ تم میرے بندے اور میرے رسول ہو میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے۔متوکل وہ ہوتا ہے جو بد خو، سخت گیر اور بازار میں چلانے والا نہ ہو، اور نہ ایسا کہ بُرائی کا بدلا بُرائی سے دے بلکہ درگزر کرے اور معاف کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو وفات نہیں دے گا جب تک اس کے ذریعے ٹیڑھی ملت کو سیدھی نہ کر دے اور وہ کہہ اٹھیں کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور اس کے ذریعے اندھی آنکھوں، بہرے کانوں اور پردے پڑے ہوئے دلوں کو کھول دے گا۔(بخاری، مشکوۃ ۳/۱۲۲)

اسی طرح اکابرین علماء امت محدثین ومفسرین اکرم رحمتہ علیہا جمعین نے اپنی اپنی کتب احادیث، تفاسیر اور کتب سیرت وتاریخ میں **انجیل وتورات** کے حوالہ جات سے نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ ﷺ کی آمد کی درجنوں بشارتیں نقل فرمائیں ہیں۔

لیکن آج کوئی **عیسائی ویہودی چیلنج کر بیٹھے** کہ دیکھو ہمارے پاس جو انجیل وتورات ہے اس میں تمھارے نبی (پاک ﷺ) کا کوئی ذکر نہیں۔لہذا قرآن کا یہ فرمان ودعوی غلط ثابت ہوا (معاذ اللہ عزوجل) یا صحیح بخاری شریف کی یہ روایت (یا دیگر سب ایسی

روایات) من گھڑت ہے کیونکہ ہمارے پاس جو تورات ہے اس میں ایسا ذکر (نعت مصطفی ﷺ) موجود نہیں۔تو جواب سیدھا سا ہے کہ قرآن پاک نے چودہ سو سال (1400) قبل یہ ارشاد فرمایا تھا لہٰذا تمھارے ذمہ یہ فرض ہے کہ چودہ سو سال قبل کی تورات وانجیل کے ان قدیم نسخوں کو پیش کرو۔اوران سے دکھاؤ کہ ان میں نبی پاک ﷺ کا ذکر موجود نہیں ہے کیونکہ آج کے نسخوں میں سخت تحریف وردوبدل پایا جاتا ہے۔

تو بندہ ناچیز وہابیوں کو بھی یہی جواب دیتا ہے کہ مصنف عبدالرزاق کے اصلی وقدیم نسخہ سے یہ پیش کریں کہ جو حدیث نور (یا حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ) کی سند درج نہیں ہے۔کیونکہ آج کا جو نسخہ مصنف عبدالرزاق کا ہے وہ مکمل نہیں ہے۔

☆ حضرت علامہ احمد قسطلانی نے مواہب لدینہ میں مصنف عبدالرزاق کے حوالے سے اسی روایت کو نقل کیا ہے اور وہ آج سے تقریباً چھ سو سال (600) پہلے گزرے ہیں اوران کی نقل پر کسی کو اعتراض پیدا نہیں ہوا ایسی صورت میں 600 سال بعد اگر مصنف عبدالرزاق کے نسخے مکمل دستیاب نہیں ہوسکتے تو اتنی صدیاں (پہلے) قبل ان کا مکمل طور پر دستیاب ہونے کا امکان قوی موجود ہے اور ناقل کی شخصیت بھی انتہائی قابل اعتماد و وثوق ہے تو پھر اس انکار اور دیدہ دلیری کا کیا جواز، انکار حدیث کا کیا معنیٰ اور اکابر علماء کی ذات کو ہدف تنقید بنانے کا کیا مطلب ہے۔

☆ پھر یہ حدیث نہ صرف مصنف عبدالرزاق کے حوالہ سے علامہ احمد قسطلانی نے مواہب لدینہ میں لکھی۔بلکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی، علامہ فہامہ علی بن برہان الدین حلبی، ملا معین کاشفی، ملا علی قاری وغیرھا ودرجنوں محدثین ومفسرین واکابرین نے بھی لکھی۔تو کیا ان سب میں سے آج تک کسی نے بھی یہ اعتراض کیا کہ راقم کی "سند" نہیں کیا ان محدثین وآئمہ دین کا بغیر کسی اعتراض کے اس حدیث کو نقل کرنا ہی اس بات کی دلیل نہیں کہ یہ حدیث قابل اعتماد ہے؟ اور پھر کیا

ناقل پر صحت نقل کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی ؟ اور جن علماء واعلام نے اس حدیث کو نقل کر دیا ہے انہوں نے کسی قابل وثوق طریقہ سے معلوم کئے بغیر اس حدیث کو درج کر دیا ؟ لاحول ولا قوۃ۔

☆ یہ حدیث وہابیوں دیوبندیوں کے مجدد و حکیم الامت **مولوی اشرف علی تھانوی صاحب** نے بھی اپنی کتاب "نشر الطیب" میں لکھی۔ تو اس **مجدد صاحب نے یہ روایت اصل کتاب میں دیکھے بغیر یا مستند ناقل کی نقل دیکھے بغیر کس طرح نقل کر دی**؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہابیوں کے مجدد صاحب صرف نام ہی کے مجدد ہیں باقی ان کو کچھ تحقیق و علم تک نہیں۔ ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ حدیث بھی ہے یا نہیں؟ تو کیا وہابیہ ایسے ہی لوگوں کو مجدد دین مانتے ہیں؟ اور پھر مجدد تو دین میں شامل ہو جانے والی غلط باتوں کو الگ کرتا ہے اور خالص دین امت مصطفی ﷺ کے سامنے پیش کرتا ہے لیکن اسکے برعکس دیوبندی مجدد غلط عقائد دین میں داخل کرتے دکھائی دیتے ہیں اور بے سروپا روایات کو احادیث رسول کہتے دکھائی دیتے ہیں۔ تو اس الجھن کو اب دیوبندی ہی حل کریں۔

☆ پھر نہ صرف وہابیوں کے مجدد نے یہ حدیث لکھی بلکہ **دیگر دیوبندیوں اور غیر مقلدین کے جید علماء و اکابرین نے** اس کو نقل کیا تو کیا ان سب کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ حدیث ہے یا نہیں؟ اور بغیر سند کہ حدیث کو کیوں قبول کیا؟ اسکا مطلب تو یہ ہوا کہ (معاذ اللہ) اتنے معتبر وہابی اکابرین جن کو شیخ الحدیث و تفسیر، حکیم الامت و مجدد قرار دیا جاتا ہے اور وہابیہ کو ان پر بہت ناز و فخر ہے اور ان کے مسلک کی ہر اونچ نیچ انہی کے سر ہے لیکن ان سب کی حالت یہ ہے کہ من گھڑت اور بے سند روایات نقل کر رہے ہیں۔ اور (بقول وہابیہ معترضین کے) جو حدیث نہ ہو اس کو حدیث قرار دے رہے ہیں اور ساری زندگی نبی پاک ﷺ پر جھوٹ باندھتے رہے ہیں اور معاذ اللہ افتراء سے کام

لیتے رہے ہیں اور فرمان نبوی ﷺ "من علی کذب متعمدا فلیتبوء مقعده من النار" جو شخص مجھ پر دیدہ ودانستہ جھوٹ باندھے اسکا ٹھکانہ جہنم کی دہکتی آگ ہے۔(صحیح حدیث) کے مطابق تمام وہابیہ اکابرین (خاکہ وہابیہ اعتراض کے مطابق تمام محدثین وآئمہ دین وبزرگان دین بھی) اپنی جگہ جہنم کی دہکتی آگ میں بناتے رہے ہیں۔اور تمام کے تمام معاذاللہ وہابیہ کے نزدیک جہنمی ہو گئے۔اللہ عزوجل وہابیہ کو عقل سلیم عطا فرمائے۔

آخر میں ہم وہابیہ سے گزارش کریں گے کہ کسی ایک متفق علیہ محدث کا حوالہ بطور اعتراض اس پر پیش کرو کہ فلاں محدث نے اس روایت پر اعتراض کیا ہے کہ اسکی سند نہیں یا من گھڑت ہے۔انشاء اللہ عزوجل وہابیہ لاکھ کوشش کے باوجود ایسا حوالہ پیش نہ کر سکے گا۔

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

وھابیوں کی تحریفات

پھر اس مصنف عبدالرزاق کو چھاپنے والے ہی وہابی صاحبان ہیں تو کیا بعید کہ تعصب سے کام لے کر اس روایت یا سند کو نکال دیا ہو وہابیوں کا یہ تعصب کوئی ڈھکا چھپا نہیں۔

☆ دیکھئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الادب المفرد میں ایک حدیث لکھی کہ جب کسی کا پاؤں سن ہو جائے تو کہے "یا محمد ﷺ" تو پاؤں ٹھیک ہو جائے گا۔لیکن وہابیوں کے "دارالاشاعت اردو بازار کراچی" میں وہابیوں نے حدیث کے الفاظ "یا محمد ﷺ" کو تبدیل کر کے صرف "محمد" لکھ دیا اور "یا" کا لفظ ہی ختم کر دیا لیکن بے وقوفوں کو دیکھو کہ اردو ترجمہ کرتے وقت لکھ دیا "اے محمد ﷺ" جس سے صاف ثابت ہوا کہ یہ وہابیہ کی چال ودھوکہ ہے۔دیکھئے الادب المفرد صفحہ ۵۹۹ دارالاشاعت کراچی۔اس لئے جب وہابی حدیث کے پورے پورے الفاظ ہی ختم

کر سکتے ہیں تو کیا بعید کہ سند ہی ختم کر دے۔

☆ غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے منسوب کتاب "غنیۃ الطالبین" وہابی اشاعتی اداروں کی طرف سے شائع شدہ میں جگہ جگہ وہابیوں نے تحریفات کر دیں ہیں۔

☆ دیوبندی کتب کے ناشر ادارہ اشاعت کراچی نے تھانوی کی کتاب "نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب" کے جدید ایڈیشن سے مقدمہ حزف کر دیا جس میں حضور ﷺ کا "دافع البلاء والوباء" ہونا ثابت ہے اور اسمیں تھانوی صاحب نے "قصیدہ بردہ" کی وجہ تصنیف بھی لکھی تھی۔

☆ "نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب" کی اکیسویں فصل میں تھانوی صاحب نے مفتی الٰہی بخش کاندھلوی کا رسالہ "شیم الحبیب" نقل کیا تھا۔ جس میں توسل واستغاثہ کان اشاعر میں کیا گیا تھا۔ دستگیری کیجئے میرے نبی ...... کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی ...... جز تمھارے ہے کہاں میری پناہ ..... فوج کلف مجھ پہ آغالب ہوئی (الخ) لیکن جدید ایڈیشن سے وہابیوں نے اس پورے باب کا صفایا کر دیا۔

☆ تھانوی کا ایک واعظ "شکر النعمۃ بذکر الرحمۃ" کے حاشے پر مرتب مولوی ظفر احمد تھانوی نے مولوی تھانوی کی بابت لکھا کہ "یوں جی چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں، وہ بھی ان الفاظ سے کہ **الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ** ﷺ صفحہ ۱۸۔ مگر ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان تھانوی کی وعظ کئی جلدوں میں شائع کی لیکن دیوبندیوں نے ہاتھ کی صفائی سے یہ حاشیہ غائب کر دیا۔

☆ اسماعیل دہلوی کی کتاب "تقویۃ الایمان" میں جو گستاخانہ عبارت تھیں ان کو بغیر توبہ و شرعی حکم کے تبدیل کر دیا گیا۔ تفصیل کیلئے "تقویۃ الایمان میں تحریف کیوں؟" کتاب کا مطالعہ کیجئے۔

☆ اسی طرح تحذیر الناس، حفظ الایمان، فتوی رشیدیہ، فضائل اعمال میں وہابی

دیوبندی حضرت خوب ردوبدل کرنے میں مصروف ہیں۔

☆تفسیر روح البیان۔ ☆ مسند احمد بن حنبل۔ ☆مدارج النبوت کی متعدد عبارات میں تحریفات وردبدل کا جادو وہابیوں نے خوب دکھایا ہے۔تفصیل کیلئے خلیل احمد رانا صاحب کی تحریر ''تحریفات'' کا مطالعہ کیجئے۔(www.Islamiceducation.com) سے ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں۔لہذا ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ مصنف عبدالرزاق کے نسخے میں بھی وہابیہ نے اپنی جادوگری کا بھرپور مظاہرہ دکھایا ہے۔ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ صدیوں سے جس حدیث کو بڑے بڑے علماء،محدثین ومفسرین کرام علیہم الرضوان نقل کرتے چلے آرہے ہیں اس کا سرے سے کوئی وجود ہی نہ ہو۔

﴿نور محمدی ﷺ قلم یا پانی اول کون؟﴾

اعتــــراض : ایک حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا۔لہٰذا قلم سب سے پہلے ہوئی نہ کے نور۔

الجواب: سب سے پہلے تو وہابیہ کے صاحبان اس ضابطہ سے بحث کرتے ہیں کہ یہ قاعدہ کس حد تک درست ہے حقیقت حال یہ ہے کہ قطعی اور ظنی میں تعارض ہو تو ظنی کو کلیۃً رد نہیں کردیا جاتا بلکہ تطبیق کی کوشش کی جائے گی اگر تطبیق ہوسکے تو بہتر ورنہ ظنی کو ترک کردیں گے مثلاً **فاقرو واما تیسر منہ** ارشاد ربانی ہے جس نے نماز میں نفس قرات کا فرض اور ضروری ہونا ثابت ہورہا ہے خواہ کوئی بھی سورۃ ہو لیکن حدیث شریف سے ثابت ہے''**لا صلواۃ الابفاتحہ الکتاب**'' کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز مکمل نہیں ہوتی لیکن آیت کے مقابل ہونے کے باوجود ائمہ کرام نے حدیث کو رد نہیں کیا بلکہ تطبیق اس طرح دی ہے کہ نفس قرات فرض ہے۔قرآن مجید کی رو سے اور سورۃ فاتحہ

واجب ہے اس خبر واحد کی رو سے لہٰذا علی الاطلاق یہ قاعدہ مستعمل نہیں بلکہ پہلی شرط تطبیق کی کوشش ہے۔

علاوہ ازیں **اول ماخلق القلم** میں اولیت حقیقی مراد ہو سکتی ہی نہیں۔ کیونکہ مسلم شریف میں یہ روایت اس طرح منقول ہے: **قال رسول اللہ ﷺ کتب اللہ مقادیر الخلائق قبل ان یخلق السمٰوٰت والارض بخمسین الف سنۃ قال وکان عرشہ علی الماء** ۔ترجمہ: سرورعالم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوقات کی مقادیر لکھوا دی تھیں جب کے اس کا عرش پانی پر تھا۔ (رواہ مسلم مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر جلد اول) جس سے صاف ظاہر ہے کہ عرش پہلے موجود تھا علاوہ ازیں قلم کو پیدا کر کے یہ حکم دیا گیا۔

اکتب فقالہ:ما اکتب؟قال اکتب القدر فکتب ما کان وماھو کائن الی الابد ''(اے قلم) لکھ! تو قلم نے عرض کیا اے اللہ! میں کیا کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تقدیر لکھ۔ چنانچہ قلم نے جو کچھ (پہلے) ہوا اور جو کچھ آئندہ ابد تک ہونے والا تھا وہ سب کچھ لکھ دیا۔ **(مسند احمد ۵:۳۱۷،سنن ابی دائود رقم:۴۷۰۰ مشکوٰۃ المصابیح رقم:۹۴ وقال الترمذی حسن صحیح غریب)**

معلوم ہوا کہ قلم سے پہلے مخلوقات تھیں جس کو **ما کان** سے تعبیر کیا گیا جب یہاں اولیت ہی اضافی ہے تو اس حدیث کی آڑ میں نور اقدس کی اولیت سے انکار کرنے کا کیا معنی؟ یہاں غور کیجئے اگر تخلیق قلم سے پہلے اگر کوئی اور چیز موجود نہیں تھی تو باری تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ ''**اکتب ما کانا**'' لکھ دے جو کچھ ہو چکا یا ہوا'' بے معنی ہوتا ''**ما کان**'' اس امر کا متقاضی ہے کہ قلم کی پیدائش سے پہلے کوئی اور پیدا کی جا چکی تھی جس کے بارے میں قلم کو حکم ہوا کہ ''اکتب ما کان'' لکھ جو کچھ ہو چکا اس سے مراد **اول ما**

خلق اللہ نوری کے پیشِ نظر حضور ﷺ ہی کی ذاتِ بابرکات مقصود تھی۔ بصورت دیگر "ما کان" سے ذاتِ باری تعالیٰ اگر مراد لی جائے تو خدا تعالیٰ کا حادث اور محدود ہونا لازم آتا ہے لہٰذا ما کان سے صرف نورِ محمدی ﷺ ہی مطلوب مقصود تھا۔

☆ علامہ علی القاری مرقات شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۱۶۶ پر فرماتے ہیں: "فی الازھا اول ما خلق اللہ القلم یعنی بعد العرش والماء والریح لقولہ علیہ السلام کتب اللہ مقادیر الخلائق قبل ان یخلق السموٰت والارضین بخمسین الف سنۃ وکان عرشہ علی الماء (رواہ مسلم) وعن ابن عباس عن قولہ تعالیٰ وکان عرشہ علی الماء علی ای شی کان الماء قال علی متن الریح (رواہ البیھقی، ذکرہ الابھوی) ازہار میں ہے کہ قلم کے اول المخلوقات ہونے کا مطلب یہ ہے کہ عرش، پانی، ہوا کے بعد یہ پہلی مخلوق ہے کیونکہ حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے مقادیرِ خلائق کو لکھ دیا تھا اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ (اس کو مسلم نے راویت کیا ہے) اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا عرش پانی پر تھا تو یہ فرمایئے! پانی کس پر تھا تو انہوں نے فرمایا ہوا کی پشت پر (اس کو بیہقی نے روایت کیا اور ابہری نے ذکر کیا) فالاولیۃ اضافیۃ لہٰذا اول ما خلق اللہ القلم من اولیت حقیقی نہیں بلکہ اضافی ہے۔ (تو اس صورت میں حدیث نور میں اولیت ہونے سے یہ حدیث کیونکر مانع ہو سکتی ہے اور یہی تحقیق علماءِ اعلام اور مقتدیانِ امام نے ذکر کی ہے)۔

علامہ علی قاری نے فرمایا "فالاولیۃ اضافیۃ والاول الحقیقی فھو النور المحمدی علی ما بینۃ فی المورد للمولد" "نورِ محمدی اول حقیقی ہے جس طرح کہ میں نے رسالہ میلاد "المورد للمولد" میں اس کی تحقیق بیان کی ہے اور قلم میں

اولیت اضافی ہے یہی علامہ علی القاری مرقات جلد اول صفحہ ۱۴۲ پر علامہ ابن حجر ہیتمی مکی کے حوالے سے فرماتے ہیں "**قال ابن حجر اختلفت الروایات فی اول المخلوقات وحاصلها کما بینة فی شرح شمائل الترمذی ان اولها النور الذی خلق منه علیه الصلوٰة والسلام ثم الماء العرش ثم القلم .**"

یعنی ابن حجر نے فرمایا: اول المخلوقات کونسی شے ہے اس میں روایت مختلف ہیں مگر ان میں تطبیق کی صورت وہ ہے جو میں نے شمائل الترمذی کی شرح میں ذکر کی ہے کہ سب سے اول وہ حضور علیہ السلام کا نور ہے اسکے بعد پانی اور بعد ازاں عرش پھر قلم ۔ (مرقات ج ۱ ص ۱۴۲)

☆ علامہ قسطلانی نے اس مسئلہ یعنی قلم کے اول مخلوق ہونے کی بحث کرتے ہوئے فرمایا: ترجمہ: اس سوال کے جواب میں کہ آیا قلم نور محمدی علیہ السلام کے بعد اول المخلوقات ہے علماء کا اختلاف ہے۔ حافظ ابو لیلی ہمدانی فرماتے ہیں کہ اصل یہ ہے کہ عرش قلم سے پہلے پیدا کیا گیا ہے (اور علامہ زرقانی نے اس کو جمہور کا مذہب مختار قرار دیا ہے) کیونکہ حدیث صحیح سے ثابت یہی ہوتا ہے (اور وہ حدیث ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں) اور احمد و ترمذی نے حضرت ابو زرین رضی اللہ عنہ سے مرفوع نقل کی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ پانی عرش سے پہلے پیدا کیا گیا ہے اور سدی نے متعدد اسانید سے ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانی سے پہلے کوئی شے پیدا نہیں فرمائی تو ان مختلف روایات میں تطبیق اور موافقت اس طرح پیدا کی جائے گی کہ قلم کا اول الخلق ہونا نور محمدی علیہ السلام پانی اور عرش کے ماسواء کے اعتبار سے ہے اور یہ توجیہہ بھی کی گئی ہے کہ ہر شے کی اولیت اپنی اپنی جنس کے لحاظ سے ہے یعنی انوار میں سے سب سے پہلے نور محمدی علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اقلام میں سے اس قلم کو اور جن اشیاء پر عرش کا لفظ بولا جاتا ہے ان میں سے اس عرش اعظم کو سب سے پہلے پیدا کیا گیا۔

(۲)**اول ماخلق اللہ نوری** والی حدیث کو الشیخ الامام لاوحدا ر امجد محمد مهدی بن احمد بن علی یوسف الفاسی رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے اور اتنا جملہ اور زیادہ نقل کیا ہے ''**ومن نوری خلق کل شئی**'' ''اور میرے نور سے ہر چیز کو پیدا کیا گیا''(مطالع المسرات صفحہ ۱۲۹ موضوعات قاری صفحہ ۹۹، اسنادا) دیکھئے اس ہی حدیث میں ''کل **شئی**'' کے الفاظ موجود ہیں تو قلم، پانی وغیرہ بھی تو کل شئی میں شامل ہیں۔ جب شامل ہیں تو قلم و پانی بھی آپ کے نور سے بنے اور بعد میں بنے اول آپ ﷺ کا نور ہی تھا۔

﴿تھانوی صاحب کا ارشاد﴾

تھانوی صاحب حدیث نور کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں'' اس حدیث سے نور محمدی ﷺ کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نور محمدی ﷺ سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔(نشر الطیب ۱۷) اس سے معلوم ہوا کہ جن جن اشیاء (عقل، پانی، دھواں، قلم وغیرہما) وہ سب نور محمدی کے بعد ہیں اور اولیت ان سب میں نور محمدی ہی کو ہے۔

﴿شیخ عبد الحق محدث دھلوی کا فیصلہ﴾

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نور اور عقل والی حدیث کی اولیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ''یعنی جان لو کہ پہلی مخلوق کائنات کے ظہور اور تمام عالم اور حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا سبب نور محمدی ﷺ ہے **چنانچہ صحیح حدیث میں مذکور ہے کہ اول ما خلق اللہ نوری** سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا اور جس حدیث میں **اول ما خلق اللہ العقل** کا ذکر ہے اس حدیث کو محدثین و محققین کے ہاں درجہ قبولیت حاصل نہیں یعنی اس کی سند میں کلام ہے(مدارج النبوت ۲/۲)

توجہ: یہاں پھر وہی حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ **اول ما خلق اللہ نوری** کی حدیث صحیح ہے اور اس کی سند پر کوئی کلام نہیں ورنہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی **اول ما خلق اللہ العقل والی حدیث کی سند کے بارے میں ارشاد فرمادیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ حدیث نور کی سند پر اعتراض ہو اور وہ کچھ کلام نہ کریں۔ یا بغیر سند والی حدیث کو اس حدیث پر فوقیت دیں جس کی محض سند پر کلام ہے۔ لہذا نوری والی حدیث کو عقل والی حدیث پر فوقیت دینا ہی واضح ثبوت ہے کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی دونوں احادیث کے بارے میں مکمل علم اور جانچ پڑتال رکھتے تھے۔ اور حدیث نوری پر ایسا کوئی اعتراض نہیں تھا جو آج وہابیہ پیش کر رہے ہیں۔**

﴿مَثَلُ نُورِہ کَمِشکوٰۃ کی تفسیر﴾

قرآن پاک میں ہے "**اللہ نور السموت والارض. مثل نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح المصباح فی زجاجۃ. الزجاجۃ کانھا کوکب دری**" اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے۔ وہ چراغ ایک فانوس میں ہے وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا۔ (پ ۱۸ ع ۱۱) اس آیت میں "**مثل نورہ**" کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرین ومحدثین کرام نے "ہ" ضمیر کا مرجع **شہنشاہ کون ومکان سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات** کو قرار دیا۔

(۱) **تفسیر خازن** میں امام علاؤالدین علی بن محمد خازن فرماتے ہیں "**مثل نورہ وقیل ھو محمد ﷺ**" مثل نورہ کی تفسیر میں مفسرین کرام نے فرمایا کہ وہ محمد ﷺ کے نور کی مثال ہے۔ (تفسیر خازن جلد ۵ صفحہ ۶۲)

(۲) **تفسیر ابن جریر** میں امام جعفر محمد بن جریر طبری فرماتے ہیں کہ "**قال جاء ابن عباس ابی کعب الاحبار فقال لہ حدثنی عن قول اللہ عزوجل اللہ نور**

السموت والارض مثل نوره مثل محمد ﷺ "فرمایا کہ ابن عباس کعب الاحبار رضی اللہ عنھما کے پاس گئے اور کہا کہ آپ مجھے اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر کے اس قول کہ اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور اس کے نور کی مثال ہے"(کی تفسیر بتائیں)تو کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ مثل نورہ میں محمد ﷺ کے نور کی مثال ہے۔(تفسیر ابن جریر جلد ۱۸ صفحہ ۹۵)۔

تفسیر ابن جریر میں ایک اور روایت بھی ہے کہ "**عن سعید بن جبیر فی قوله مثل نوره قال محمد ﷺ** "سعید بن جبیر سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا کہ مثل نورہ کا مطلب کیا ہے تو آپ نے فرمایا حضرت محمد ﷺ ہیں۔(تفسیر ابن جریر جلد ۱۸ ص ۹۵)۔

(۳،۴) **مواہب لدنیہ** اور **زرقانی شریف** میں علامہ احمد قسطلانی شارح بخاری اور محمد عبد الباقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "**مثل نوره كمشكوة المراد هنا محمد ﷺ** "اللہ تعالیٰ کے فرمان مثل نورہ کمشکوۃ میں نور سے مراد سرکار دو عالم ﷺ ہیں۔(مواہب لدنیہ۔ زرقانی ج ۳)

☆ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "**مواہب اللدنیہ در باب خود بے عدیل ست**" مواہب الدنیا اپنے باب میں لاثانی کتاب ہے(بستان المحدثین ۱۱۹)دیوبندیوں کے مشہور مولوی شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ "**زرقانی علی المواہب یہ مواہب اللدنیہ کی شرح ہے اور حقیقت یہ ہے کہ کبھی کے بعد کوئی کتاب اس جامعیت اور تحقیق سے نہیں لکھی گئی** (سیرالنبی ص ۴۱ ج ۱)

(۵) **محدث قاضی عیاض علیہ الرحمۃ** فرماتے ہیں اس آیت "**الله نور السموت والارض مثل نوره** میں کعب حبار اور ابن جبر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں" دوسرے نور سے مراد محمد ﷺ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان مثل نورہ کے معنی یہ ہیں کہ محمد

ﷺ کے نور مبارک کی مثال ہے۔ (شفاء شریف)

(۶) **نسیم الریاض میں علامہ شہاب الدین الخفاجی علیہ الرحمۃ الباری** فرماتے ہیں "**والمعنے مثل نورہ ای نور محمد ﷺ**" اور مثل نورہ کے معنے نور محمد ﷺ ہیں۔ (نسیم الریاض ج ا ص ۱۱۰)

(۷) **شرح شفاء میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ** فرماتے ہیں کہ "**فی ھذا الا یۃ من قولہ مثل نورہ ھو محمد ﷺ**" "اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "مثل نورہ" میں اُس کے نور سے محمد ﷺ کے نور کی مثال مراد ہے۔ (شرح شفاء ج ا ص ۱۰۹ بر حاشیہ نسیم الریاض) اس کے بعد ملا علی قاری فرماتے ہیں "**والا ظھر ان یقال المراد بالنور محمد**" "سب سے واضح اور ظاہر بات یہی ہے کہ اس آیت میں نور سے مراد محمد رسول ﷺ کی ذات مبارک ہے۔ (شرح شفاء ج ا ص ۱۰۹ نسیم الریاض)

(۸) **تفسیر درمنثور میں امام جلال الدین سیوطی** فرماتے ہیں "**مثل نورہ مثل نور محمد ﷺ**" "مثل نورہ میں محمد ﷺ کو نور مبارک فرمایا گیا ہے۔ (تفسیر درمنثور ج ۵ ص ۴۹)

(۹) **تفسیر معالم التنزیل میں امام ابو محمد الحسین الفراء بغوی علیہ الرحمۃ** فرماتے ہیں "**مثل نورہ و قال سعید بن جبیر و الضحاک ھو محمد ﷺ**" "مثل نورہ کے بارے میں حضرت سعید بن جبیر اور حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ وہ حضرت نبی پاک ﷺ ہیں۔ (معالم التنزیل ج ۵ ص ۶۳)۔

(۱۰) **تفسیر غرایب القرآن میں امام نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین النیشا پوری** اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "**والنبی نورا و سراجا منیرا**" "نبی پاک ﷺ

نور ہیں اور سورج ہیں نور دینے والے۔ (جلد ۱۸ صفحہ ۹۴)

(۱۱)۔حضرت سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "**مثل نور محمد ﷺ اذ کان مستودعا فی الاصلاب**" "نور محمد ﷺ کی مثال کی مثال جب کہ آپ اپنے آباؤ اجداد کی پشتوں میں جلوہ گر تھے۔ (شفاء شریف، نسیم الریاض ج ا ص ۱۱۱)

(۱۲) **امام محدث ملا علی قاری** "جامع الرسائل" میں فرماتے ہیں کہ "**بل فی الحقیقۃ کل نور خلق من نورہ وکذا قیل فی قولہ تعالیٰ اللہ نور السموت مثل نورہ ای نور محمد ﷺ**" "بلکہ فی الحقیقت ہر ایک چیز آپ ﷺ کے نور سے پیدا ہوئی جیسا کہ آیت کریمہ میں فرمایا **اللہ نور السموت مثل نورہ** میں نور سے مراد محمد ﷺ ہیں۔ (جمع الرسائل جلد ا ص ۴۷)

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ **اللہ عزوجل کے نور کی مثال محمد ﷺ کی ذات پاک ﷺ ہے** اور یہ نور پاک پشتوں سے منتقل ہوتا رہا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک اور احادیث پاک میں بھی یہ بات موجود ہے۔ جسکی مزید وضاحت **وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ** کی تفسیر میں ملاحظہ کیجئے۔

سراجا منیرا

اللہ عزوجل نے قرآن پاک کے اندر ارشاد فرمایا کہ "**یا ایھا النبی انا ارسلنک شاھدو مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا**" "اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تجھے بھیجا حاضر وناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے بلاتا اور چمکادینے والا آفتاب۔ (پ ۲۲ ع ۳)

☆علامہ راغب اصفہانی قدس سرہ النورانی ''السراج'' کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''یعبر بہ عن کل مضیء '' ہر روشنی کرنے والی چیز کو بھی سراج کہا جاتا ہے (مفردات جلد ا ص ۱۴۷)

☆علامہ محمد بن عبد الباقی رحمۃ اللہ الباری لفظ سراج کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''نبی پاک ﷺ کا اسم شریف سراج اس لئے رکھا گیا ہے کہ ایک چراغ سے جس سے کئی چراغ روشن کیے جاسکتے ہیں اور پہلے چراغ کی روشنی میں کسی طرح کی کمی نہیں ہوتی ۔(زرقانی شریف ۳/۱۷۱)

☆علامہ احمد قسطلانی شارح بخاری علیہ الرحمۃ الباری سراجا منیرا کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''حضور ﷺ روشنی میں سراج کامل ہیں اور سورج کی طرح وہاج (جلانے والا) کی صفت سے متصف نہیں فرمایا بلکہ منیرا فرمایا کیونکہ منیرا اس کو کہتے ہیں جو اشیاء کو روشن کرے مگر جلائے نہیں بخلاف وہاج کے وہ روشنی کے ساتھ ساتھ حرارت بھی دیتا ہے اور جلاتا بھی ہے (مواہب لدنیہ ج ۳ ص ۱۷۱)

☆اسی طرح غیر مقلدین کے امام ابن قیم نے اپنی کتاب ''زادالمعاد'' میں لکھا ہے کہ'' اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام سراج منیر روشن چراغ رکھا اور سورج کو سراج اور وہاج (جلانے والا چراغ) ۔منیراً جلائے بغیر روشنی دیتا ہے اور وہاج کی روشنی میں حرارت اور جلانا بھی شامل ہوتا ہے ۔(زادالمعاد ۲/۸۳)۔

☆اسی طرح لسان العرب میں ہے'' انما یرید مثل السراج الذی یستضاء بہ او مثل الشمس فی النور و الظھور '' بلا شبہ اس آیت میں سراج منیر سے حق تعالیٰ نے حضور ﷺ کو چراغ کی مثل فرمایا ہے جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے یا آفتاب کی مانند فرمایا ہے نور میں اور ظہور میں ۔(لسان العرب جلد ۳ صفحہ ۱۲۲)

اللہ عزوجل نے سورج کو بھی سراج فرمایا ''جعل الشمس سراجا '' اللہ تعالیٰ نے

سورج کو روشنی دینے والا بھی بنایا" **وجعلنا سراجا وھاجا** "اور بنایا ہم نے چراغ سورج چمکتا(پ۳۰ ع۱)

☆ **علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ** حضور ﷺ کی سراج منیر کی صفت سے متصف ہونے کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "تحقیق ایک چراغ سے ہزاروں چراغ روشن کردیں جائیں تو پہلے چراغ کی روشنی میں کوئی کمی نہیں ہوتی جملہ اہلیانِ ظاہر اور شہود اس امر پر متفق ہیں **کہ خدائے قدوس نے جملہ انبیاء حضور ﷺ کے نور سے پیدا فرمائے اور حضور ﷺ کے نور میں ہرگز کوئی کمی وقوع پذیر نہیں ہوئی**۔(تفسیر روح البیان ۲/۱۳۹)۔

☆ علماء دیوبند کے **مولوی رشید احمد گنگوہی** صاحب لکھتے ہیں کہ "اور نیز حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی ﷺ تجھ کو شاہد مبشر نذیر اور داعی الی اللہ اور سراج منیر بنا کر ہم نے بھیجا اور **منیر روشن کرنے والے اور نور دینے والے** کو کہتے ہیں۔(امداد السلوک صفحہ ۸۵)

☆ **علمائے دیوبند کے محمد ادریس کاندہلوی** یوں لکھتے ہیں "**سراج منیر کشمس الضحیٰ خیر البرایا و نور قدیم**" نبی کریم ﷺ ضحیٰ کے سورج کی مانند روشنی دینے والے چراغ ہیں جملہ مخلوق سے برتر اور نور قدیم ہیں۔(مقدمے **مقامات حریری**)۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ خود بھی نور ہیں اور دوسروں کو بھی نور دینے والے ہیں۔جیسا کہ کہیں احادیث سے ثابت ہے۔اس سے یہ ثابت ہوتا ہے حضور ﷺ نور ہدایت بھی ہیں اور آپ کی ذات بھی نور (حسی و معنوی) ہے۔جس طرح کے سورج کی ذات بھی نور ہے اور صفت بھی۔خود بھی نور ہے اور دوسروں کو بھی نورانیت عطا کرتا

ہے۔

﴿ وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ کی تفسیر ﴾

یہاں ہم اپنی دلیل پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی جواب دیتے چلیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ "اس حدیث جابر میں نور سے مراد روح محمدی ﷺ ہے لہٰذا آپ ﷺ نور نہیں" تو یاد رہے کہ یہاں نور سے مراد روح ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ صحیح حدیث شریف میں ہے کہ 'قال بعثت من خیر قرون بنی ادم قرنا فقرنا حتی کنت من القرن لذی کنت منه" ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک میں حضرت آدم علیہ السلام کے افضل ترین زمانے میں مبعوث ہوا ہوں یکے بعد دیگرے زمانے گزرتے رہے حتیٰ کہ میں اس زمانے میں ظاہر ہوا جس میں سے میں پہلے سے تھا۔(بخاری کتاب الانبیاء. شفاشریف صفحه ۸۰)

☆ اہلحدیث وسعودی عرب کے اشاعتی ادارے دار السلام کی طرف سے صحیح بخاری شریف کو مختصر کر کے دوجلدوں میں شائع کیا گیا اس کے اندر بھی یہی حدیث موجود ہے کہ "میں یکے بعد دیگرے بنی آدم کے بہترین زمانوں میں ہوتا آیا ہوں یہاں تک وہ زمانہ آیا جس میں میں پیدا ہوا ہوں۔(مختصر صحیح بخاری جلد ۲ صفحه ۹۷۷. دار السلام)

قرن کا لفظی معنیٰ "ملنا" ہے اور اصطلاح میں اسے "جماعت، گروہ اور زمانہ" کے معانی میں استعمال کرتے ہیں۔ ہماری اس حدیث کی نص قطعی سے بھی ہوتی ہے۔

(۱) وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ ہم نے آپ کو سجدہ کرنے والوں میں منتقل فرمایا۔(القرآن)۔

(۲) رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ "اے خدا پھر اسی (نیک) گروہ میں سے ایک رسول بھیج ان میں سے۔(القرآن)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان "وتقلبک فی السجدین" کی تفسیر میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک نبی سے دوسرے نبی کی طرف پھیر دیتا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبی پیدا فرمایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہمیشہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اصلاب میں منتقل ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو جنم دیا۔ اسی حدیث کے راوی ابو نعیم ہیں۔ (مواہب لدینہ جلد ۱ صفحہ ۶۲، تفسیر روح المعانی ۱۰/۱۳۷)

☆ علامہ محمد بن علی الصبان علیہ الرحمۃ اپنی کتاب اسعاف الراغبین علی ہامشہ نور الابصار صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں "انتقال النور الذی کان فی وجه عبد الله والده الی وجهها" حضور ﷺ کا نور جو آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کے چہرے پر تھا وہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے چہرے میں منتقل ہو گیا "الذین یراک حین تقوم وتقلبک فی السجدین" تفسیر مدارک اور تفسیر جمل میں مرقوم ہے کہ حضرت حوا اور حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آپ کے والدین کریمین تک مومنین کے اصلاب وارحام میں ملاحظہ فرمایا ہے اس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کے تمام آباؤ اجداد حضرت آدم تک سب مومنین تھے (تفسیر مدارک وجمل)

☆ علامہ شمس الدین ابن ناصر الدین الدمشقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "تنقل لم احمد نورا عظیمات تلالا فی جباه الساجدین" احمد مجتبیٰ ﷺ کا نور عظیم منتقل ہو کر ساجدین کی پیشانیوں میں چمک اٹھا (المقامات السندیہ صفحہ ۱۶، مسالک الحنفا صفحہ ۴۵، الدرج المنیفہ ۱۶)

☆ علامہ ابو الفتح محمد بن عبدالکریم بن ابی بکر احمد الشہرستانی فرماتے ہیں "نور محمدی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت مبارک سے ہوتا ہوا وہ نور حضرت اسماعیل علیہ السلام حتیٰ کہ حضرت عبدالمطلب کی پشت تک پہنچا اور اُسی نور کو ابرہیہ کے ہاتھی محمود نے سجدہ کیا اور "وھیبرکتہ ذالک النور دفع اللہ تعالیٰ شرابرھۃ" اوراسی نور کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ابرہیہ بن اثرم کی شر کا دفاع فرمایا (مسالک الخفاء للسیوطی ۴۱٬۴۰. الورج المنیفہ ص ۱۲۰. لتاب المعل والنحل الاشھرستانی ۲۳۸. التعظیم والمنتہ ۵۵)

☆ علامہ احمد دینی دحلان علیہ الرحمۃ اپنی تصنیف افضل الصلوات کے صفحہ ۲۰۵ پر لکھتے ہیں "حل نور لہ بظھر ابیہ آدم ثم فی کرام بنیہ" اِن کا نور حضرت آدم علیہ السلام سے منتقل ہوتا ہوا حضرت عبداللہ تک پہنچا۔ (صفحہ ۲۰۵)

☆ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں "ان الملائکۃ امروا بالسجود لادم لاجل ان نور محمد فی جبہ جبھۃ آدم" فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کے سجدہ کا حکم اسلئے دیا گیا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں حضرت محمد ﷺ کا نور تھا (تفسیر کبیر ۲/۲۰۲. جواھر البحار ۴۵۵)۔

☆ محدث ابن جوزی اور علامہ بکری نے اپنی کتب میں لکھا ہے "جب آدم علیہ السلام کو اپنی موت کا یقین ہوگیا تو انہوں نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے بیٹے مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں تم سے اس نور محمدی کے متعلق عہد لوں جو تمہاری پیشانی میں جلوہ گر ہے کہ تم اس کو پاکیزہ ترین عورت کی طرف منتقل کرنا (بیان المیلاد النبوی ۲۰، کتاب الافوار و مصباح السرور و افکار ۲۰۷)

☆ مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "بعض سلف نے کہا کہ ساجدین سے آپ کے اباء مراد ہیں یعنی آپکے نور کا ایک نبی کی صلب سے دوسرے نبی کی صلب تک منتقل ہونا اور آکر میں نبی ہو کر تشریف لانا اور بعض مفسرین نے اس لفظ

سے حضور ﷺ کے والدین کے ایمان پر استدلال کیا ہے۔(تفسیر عثمانی)

☆ علامہ شہاب الدین خفاجی شرح شفاء شریف میں لکھتے ہیں کہ ”نبی کریم ﷺ کا نور مبارک حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک آپ کے جملہ آباء واجداد کی پیشانیوں میں تھا اور آپ ﷺ کو نور مبارک حسی ہے جیسا کہ شب تاریک میں چاند۔(شرح شفاء جلد ۱ صفحہ ۱۱۱)۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے پاس نور تھا دو ہزار سال پہلے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا وہ نور تسبیح کہتا رہا اور فرشتے بھی اس کی تسبیح کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے ۔جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اس نور کو انکی پشت میں رکھ دیا تو آدم علیہ السلام کی پشت میں مجھے اللہ تعالیٰ نے زمین کی طرف اتارا، وہ مجھے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت میں جبکہ وہ کشتی میں تھے رکھ دیا اور سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت میں مجھے آگ میں ڈالا، پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے ہمیشہ کرم والی پشتوں اور طہارت والوں رحموں سے منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ مجھے میرے والدین سے نکالا جوزنا پر کبھی نہ ملے (رواہ ابونعیم، جواہر البحار ج ۴ صفحہ ۲۹۸ شفاء شریف قاضی عیاض)

☆ علماء دیوبند کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا (نشر الطیب صفحہ ۱۳۔ اشرف علی تھانوی)

بعض دیوبندی ان احادیث کو من گھڑت وموضوع قرار دیتے ہیں تو میں عرض کروں گا

کہ کیا آپ کے حکیم الامت کو معلوم نہ تھا کہ یہ حدیث من گھڑت ہے؟ اگر معلوم تھا تو کیا دیوبندی مجدد و حکیم الامت ایسے ہی ہوتے ہیں جو کہ من گھڑت روایات لکھے؟ اور پھر اس پر کسی قسم کا کلام بھی نہ کرے؟ پس ماننا پڑے گا کہ یہ روایت تھانوی صاحب کے نزدیک حجت و قابل قبول تھی ورنہ نقل نہ فرماتے۔ لہذا اب یہ علماء دیوبند کی سر دردی ہے کہ وہ آج کے نیم مولاں صاحبان کو مانیں یا پھر اپنے حکیم الامت مجدد تھانوی صاحب کی۔

☆ یہی تھانوی صاحب مزید ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ کا نور مبارک جب عبدالمطلب میں منتقل ہوا اور وہ جوان ہو گئے تو ایک دن حطیم میں سو گئے جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آنکھ میں سرمہ لگا ہوا ہے سر میں تیل پڑا ہوا ہے اور حسن و جمال لباس زیب تن ہیں انکو سخت حیرت ہوئی .... چنانچہ انہوں نے اول قیلہ سے نکاح کیا اور ان کی وفات کے بعد فاطمہ سے نکاح کیا اور وہ عبداللہ آپ کے والد ماجد کے ساتھ حاملہ ہو گئیں اور عبدالمطلب کے بدن سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور رسول اللہ ﷺ کا نور انکی پیشانی میں چمکتا تھا اور جب قریش میں قحط ہوتا تھا تو عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل ثبیر کی طرف جاتے اور ان کے ذریعے سے حق تعالیٰ کے ساتھ تقرب ڈھونڈتے اور بارش کی دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ ببرکت نور محمدی ﷺ کے باران عظیم مرحمت فرماتے الخ الموہب (نشر الطیب صفحہ ۱۲ چوتھی فصل)۔

ان آیات و احادیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے نبی پاک ﷺ کو نور کی شکل میں نسل در نسل منتقل فرمایا یہاں تک کہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر آپ ﷺ کے والدین تک منتقل ہو گیا۔ خود تھانوی صاحب کی مذکورہ روایت سے بھی ثابت ہوا کی نور محمدی ﷺ جو آپ کے والد ماجد کے بدن (تک پہنچا تھا وہ) بعد

نکاح آپ کی والدہ کی طرف منتقل ہو گیا۔

اب سنئے ان آیات و احادیث مبارکہ سے اس **نور کا حضرت آدم علیہ السلام کی صلب اقدس میں ودیعت کیا جانا** اور پھر اس کے بعد دیگر اصلاب آباء اور ارحام امہات میں منتقل ہونا ثابت ہے۔ **اگر اس نور سے مراد روح اقدس ہو تو آنحضرت ﷺ کے روح اقدس ﷺ کا** حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام و دیگر **آباء و اجداد کی اصلاب میں موجود ہونا لازم آئے گا** جس کا بطلان واضح ہے اور پھر اسی روح کا ارحام امہات میں مستقل ہونا لازم آئے گا حالانکہ آباء سے **امہات کے ارحام میں جو چیز منتقل ہوتی ہے وہ مادہ ہوتا ہے** جس پر ۱۲۰ دن گزرنے کے بعد روح کا اس سے تعلق ہوتا ہے تو لامحالہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ روح مصطفوی ﷺ کے علاوہ کوئی مادہ اور جوہر تھا جس کو پشت آدم علیہ السلام میں ودیعت کیا گیا اور سلسلہ وار اس کو اصلاب و ارحام میں منتقل کرنے کے بعد حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ سے ظاہر کیا گیا۔

علامہ خفاجی شرح شفا جلد اول صفحہ ۱۱۱ پر فرماتے ہیں'' ترجمہ: آنحضرت ﷺ کا نور اقدس آباء و اجداد کی پیشانیوں سے نمایاں ہوتا تھا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر **حضرت عبداللہ تک اور وہ حسی نور تھا** جس طرح تاریک رات میں چاند، اور اصلاب میں ودیعت ہونے والی چیز آپ کا جسم لطیف کا مادہ تھا اور نور اس مادہ کے تابع تھا اور وہ نور جس طرح آباء سے نمایاں تھا امہات کے اندر بھی اسی طرح ضوء فگن تھا **جیسے کہ صحیح احادیث میں وارد ہے** اور اصلاب میں موجود تھا جیسے کہ کہا گیا ہے: آپ کے انوار جبیں آدم علیہ السلام سے نمایاں تھا اور کسی بھی چشم بینا سے مخفی نہیں تھے اور آپکا نور اقدس حضرت آدم علیہ السلام کے ہبوط و نزول کے وقت ان کی صلب میں تھا اور طوفان کے موقع پر حضرت نوح علیہ السلام کی پشت میں۔ (شرح شفا)

(۲)ام قتال بنت نوفل بن اسد بن وبد العزیٰ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نکاح کی دعوت دی اور سو اونٹ بھی پیش کرنے کا وعدہ کیا لیکن آپ نے فوری طور پر اس کی پیشکش کو قبول نہ کیا۔ جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے مباشرت ہوئی اور نور مصطفیٰ ﷺ حضرت آمنہ کی طرف منتقل ہوگیا تو پھر ام قتال کے متعلق رضا مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا: **فارقک النور الذی کان معک بالامس فلیس لی بک الیوم حاجة** ۔یعنی وہ نور آج تم سے جدا ہو چکا ہے جو کل تمہارے اندر موجود تھا لہٰذا آج مجھے آپ سے کوئی غرض نہیں۔ (الوفاء لابن الجوزی جلد اول)

(۳) آنحضرت ﷺ نے اپنے وجود کو نور سے تعبیر کیا" نور نبیک من نورہ فرمایا، اول ماخلق اللہ نوری فرمایا وغیرہ وغیرہ۔

آخر ارواح تو سبھی کے نورانی ہیں وہ اربعہ عناصر سے نہیں بلکہ امر رب سے پیدا ہونے والے ہیں" **قل الروح من امر ربی** "۔پھر آپ کے روح اقدس کے نور ہونے کی تخصیص کیوں؟ جس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر نور سے مراد روح اقدس ہی ہو تو بہر حال اسکی نورانیت دوسرے ارواح طیبہ پر اس قدر زائد اور فراواں ہے جیسے سورج کا نور اور روشنی چاند اور ستاروں کے نور اور روشنی پر جس طرح سورج کی ضیاء میں چاند اور ستارے گم ہو جاتے ہیں اسی طرح نبی اکرم ﷺ کے آفتاب حقیقت کے سامنے انوار انبیاء و اولیاء روپوش ہو جاتے ہیں اور اس نور و ضیاء میں گم۔

جس طرح **مواہب لدنیہ میں علامہ قسطلانی مفسر ابن کثیر** کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں۔ترجمہ: کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اکرم ﷺ کے نور اقدس کو پیدا کیا (اور اس کو اضافہ کمالات اور خلقت نبوت سے مشرف کرنے کے بعد جب دیگر) انبیاء علیہم السلام کے انوار کو پیدا کیا تو نور مصطفیٰ ﷺ کو حکم دیا کہ ان کے

سامنے تشریف لائے اوران پر نظر ڈالے جونہی آپ کانورانوران کے سامنے ہوا تو اس نے ان کواپنی ضیاءونورانیت میں گم کردیا تو وہ بول اٹھے، اے پروردگار تبارک تعالیٰ! یہ کون ہیں جس کے نور نے ہمیں ڈھانپ دیا ہے اور ہم پر غالب آگیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ نور ہے محمد بن عبداللہ کا اگر تم اس کے ساتھ ایمان لاؤ تو میں تمہیں نبی بناؤں گا، تو انہوں نے کہا ہم ان پر اوران کی نبوت پر ایمان لائے۔(مواہب مع الذرقانی جلداول ص۴۰)

لہٰذا اس طرح روح اقدس کے ساتھ ساتھ نوراقدس کا تقدم بھی واضح ہوجائے گا اورآپ کے نور ہونے کا دعویٰ بھی بالکل درست اوربجا ہوجائے گا۔

(۴)اوراگر بالفرض وہابیہ نور سے مرادروح بھی لیتا ہے تو بھی ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں کیونکہ حقیقت انسانی روح ہے اور بدن محض اس کے لئے مثل لباس کے ہے لہٰذا جب روح مصطفیٰ ﷺ کا حضرت آدم علیہ السلام سے مقدم ہونا تسلیم کرلیا گیا تو بھی ہمارا مدعا میں کوئی خلل لازم نہیں آتا کیونکہ روح جوہر مجرد ہے اور حقیقتاً تمام صفات کمال کا موصوف بالذات وہی ہے لہٰذا سرورعالم ﷺ کے لئے جملہ کمالات یعنی نبوت اورخاتم النبیین ہونے کا منصب ودیگر کمالات کا ثبوت خارج اورواقع میں ثابت ہوگیا۔

☆ وہابی مولوی حسین احمدمدنی شہاب الثاقب صفحہ۵۴ پر رقمطراز ہیں "حقیقت انسان روح ہے اوربدن روح کے واسطے مثل آستین اورغلاف کے ہے اگر پھاڑ ڈالا جائے تو(صلحاء اورمحبوبان) کچھ پرواہ نہیں کرتے"۔

☆ امدادالمشتاق اشرف علی تھانوی صاحب نے حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کا یہی ارشادنقل کیا ہے(دیکھئے صفحہ۱۰۲ امداد)

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نے امام غزالی کے حوالے سے اشعۃ اللمعات جلدسوئم

صفحہ ۲۸۲ پر فرمایا: ''انسان کی حقیقت اس کا روح مجرد اور نفس ناطقہ ہے اور بدن محض آلہ ہے جس کا دیکھنا اس حقیقت کے ادراک تک پہنچاتا ہے۔

☆ **قاسم نانوتوی** صاحب رسالہ جمال قاسمی صفحہ ۱۰ پر رقمطراز ہیں ۔روح حیات اور صفات حیات یعنی وہ صفات جو حیات پر موقوف ہیں مثل سمع و بصر اصلی اور ذاتی ہیں یعنی یہ صفات روح سے صادر ہوتی ہیں اور عالم اسباب میں اس کے حق میں خانہ زاد ہیں اور جسم کی حیات اور صفات مذکورہ عرض ہیں یعنی عطاء روح ہیں روح سے صادر ہوکر اس پر واقع ہوتی ہیں ۔(رسالہ جمال قاسمی)

الغرض جب حقیقت انسان روح ٹھہری اور جملہ کمالات کا مصدر و سرچشمہ بھی وہی ٹھہری اور اس کا تقدم آدم علیہ السلام پر بلکہ جملہ مخلوق پر ثابت ہوگیا تو آپ ﷺ کی حقیقت کا مقدم ہونا بھی ثابت ہوگیا اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ آپ بحیثیت روح مجرد کے صرف آدم علیہ السلام سے نہیں بلکہ جملہ عالم سے بھی مقدم ہیں ۔

﴿واذ اخذنا من النبیین میثاقیم کی تفسیر﴾

(1) اللہ تعالیٰ کے اس قول ''**سبحان الذی اسری**'' الخ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (شب معراج) **فقال له** ﷺ **... الرب عزوجل . . ...وجعلتک اول انبین خلقاً وآخرھم بعثا ...وجعلتک فاتحا وخاتما (انتھی بقدر الفرورة)** اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا کہ میں نے تمھیں بلحاظ پیدائش کے اول الانبیاء کیا اور باعتبار بعثت کے ان سے آخر کیا۔۔۔ ۔۔۔۔اور تمھیں فاتح (اول) اور خاتم (آخر) کیا۔

(۱) بروایت ابونعیم خصائص الکبریٰ جلد ا، صفحہ ۱۷۵۔

(۲) تفسیر درمنثور جلد ۴ صفحہ ۱۴۲۔ (۳) تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۲۰۔

(۴)تفسیر ابن جریر جلد ۱۵ صفحہ ۸۔ (۵)شفا شریف جلد ا صفحہ ۱۴۷۔

(۶)شرح شفا للخفاجی والقاری جلد ۲ صفحہ ۲۵۹۔

(۷)زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۲ بحوالہ مقام رسول ﷺ صفحہ ۲۱۷۔

(2)ایک حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ **"کنت اول الناس فی الخلق و اخر هم فی البعث"** میں سب انسانوں میں پیدائش میں پہلا ہوں اور سب انبیاء میں باعتبار بعثت پچھلا ہوں۔(بروایت ابن سعد، کنز العمال ج ۶ ص ۱۰۶)

(3)سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس آیت کریمہ (**واذ اخذنا من النبین میثاقہم**) کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں **"کنت اول النبین فی الخلق و اخر هم فی البعث"** میں پیدائش کے لحاظ سے سب انبیاء کرام سے پہلے ہوں اور مبعوث ہونے کے لحاظ سے سب انبیاء سے آخر میں ہوں (احادیث المشتاقہ صفحہ ۲) اس روایت پر مزید حوالہ جات بھی ملاحظہ کیجئے۔

(۱)تفسیر ترجمان القرآن ج ۱۱ ص ۲۵۴۔ (۲)مقاصد الحسنہ صفحہ ۳۲۷۔

(۳)تفسیر درمنثور جلد ۵ ص ۱۸۴۔ (۴)تفسیر ابن جریر جلد ۱۵ صفحہ ۸۔

(۵)تفسیر معالم التنزیل جلد ۵ صفحہ ۱۹۲۔ (۶)خصائص الکبریٰ جلد ا ص ۹۔

(۷)دلائل النبوت ج ا صفحہ ۶ ازابونعیم (۸)جواہر البحار صفحہ ۶۹۱۔

(۹)انوار المحمدیہ صفحہ ۷۔ (۱۰)شفا شریف۔

(۱۱)مواہب لدنیہ جلد ا صفحہ ۶۔ (۱۲)تفسیر محمدی ص ۲۰۷ غیر مقلد حافظ محمد۔

(4)**محدث ابن جوزی** روایت بیان کرتے ہیں **"انا اول من جاء فی وجود العلم ولا ماء ولا طین ولا جسم ولا آدم"** میں ہی سب سے پہلے وجود میں آیا۔اس وقت نہ پانی تھا نہ مٹی تھی نہ جسم تھا اور نہ ہی آدم علیہ السلام تھے۔(المیلاد

النبوی صفحہ۲۲ ابن جوزی)

یہی محدث ابن جوزی دوسری روایت بیان فرماتے ہیں کہ "**اول ما خالق اللہ نوری و من نوری خلق جمیع الکائنات**" "سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا اور میرے نور سے پھر ساری کائنات کو پیدا فرمایا۔ (المیلاد النبوی ۲۴)

(۵) **تفسیر قرطبی** میں ہے کہ "**قال قتادہ ان النبی ﷺ قال کنت اول الا نبیاء فی الخلق وا خر ھم فی البعث انہ اول الخلق اجمع**" "یعنی حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری تخلیق تمام انبیاء سے پہلے ہوئی اور بعثت سب کے بعد اور تمام مخلوق سے اول۔ (تفسیر قرطبی)

(۶) **تفسیر نیشا پوری** میں ہے کہ "**وانا اول المسلمین عند الایجاد لا مر کن کما قال اول ما خلق اللہ نوری**" "امر کن کے ایجاد کے وقت میں اللہ کو تسلیم کرنے والوں میں سب سے اول ہوں جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے جو چیز اللہ نے پیدا فرمائی وہ میرا نور ہے۔ (نیشا پوری ج ۸ برحاشیہ تفسیر ابن جریر)

(۷) **تفسیر عرائس البیان** "**وانا اول المسلمین اشارۃ الیٰ تقدم روحہ و جوھرہ علی جمیع الکون**" "اس آیت میں حضور ﷺ کی روح پاک اور جوہر مقدس کا جمیع کون یعنی سوائے اللہ تعالیٰ کے ہر چیز پر مقدم (یعنی پہلے ہونے) کی طرف شارہ ہے۔ (تفسیر عرائس البیان ۱/۲۳۸)

جب حضور ﷺ اول الانبیاء ہوئے تو حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ہونا نبی پاک ﷺ کا ثابت ہوا اور جب حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے تھے تو وہ نور کی شکل ہی میں تو تھے کیونکہ بشریت کا سلسلہ تو حضرت آدم علیہ السلام سے چلا۔ لہٰذا ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کی حقیقت و اولیت نور ہے۔

جلال الدین سیوطی کا وہابیہ کو جواب

اعتراض: بعض لوگ کہتے ہیں کہ" واذاللہ میثاق النبیین "سے استدلال کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ اس وقت موجود ہوئے تو سبھی انبیاء علیہم السلام نے ان کا کلمہ کیوں نہ پڑھ لیا۔ لہذا آپ ﷺ وہاں موجود ہی نہ تھے۔

الجواب: (۱) اللہ تعالیٰ نے ارواح انبیاء علیہم السلام کو پیدا فرمانے کے بعد نور مصطفوی ﷺ کو ان پر ظاہر کیا تو آپ کے نور نے ان کو اپنے اندر چھپالیا تو انہوں نے عرض کیا: یہ کس کا نور ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا" یہ نور ہے محمد بن عبداللہ کا اگر تم ان کے ساتھ ایمان لاؤ تو میں تمہیں منصب نبوت پر فائز کروں گا انہوں نے عرض کیا :ہاں، تو اس حالت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا" واذ اخذ اللہ" یاد کرو اس وقت کو جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا تھا"۔ (دلائل النبوۃ مواہب مع زرقانی جلد اول صفحہ ۴۰)

علامہ سبکی نے اس آیت کے تحت جو تقریر فرمائی ہے **اس کو مواہب، خصائص اور حجۃ اللہ علی العالمین** میں ذکر کیا گیا ہے اس میں تصریح موجود ہے کہ اس آیت کا یہ معنیٰ نہیں کہ آپ دنیا میں منصب نبوت ورسالت اور مسند ارشاد پر متمکن ہونے کے بعد سے قیامت تک آپ کی رسالت عام ہے بلکہ روز میثاق سے لے کر قیام قیامت تک سب کو محیط ہے فرماتے ہیں عہد میثاق گویا عہد بیعت ہے جو خلفاء کے لئے جاتا ہے اور وہ گویا اسی سے ماخوذ ومستنبط ہے تو دیکھئے! اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی اکرم ﷺ کے لئے تعظیم عظیم کا اہتمام کیا گیا ہے۔ جب یہ بات صحیفہ خاطر پر منقش ہو چکی تو اب ظاہر ہو گیا"" **فالنبی ھو نبی الانبیاء ولھذا ظھر ذالک فی الآخرۃ جمیع الانبیاء تحت لواءہ فی الدنیا کذالک لیلۃ الاسریٰ صلی بھم** "یعنی" نبی اکرم ﷺ نبی الانبیاء ہیں اور اسی لئے آخرت میں اس حقیقت

کا ظہور اس طرح ہوگا کہ تمام انبیاء علیہم السلام آپ کے لواء الحمد کے نیچے ہوں گے اور دنیا میں بھی اسی طرح ہوا کہ بیت المقدس میں سب آپ ﷺ کے مقتدی تھے اور آپ سب کے امام۔

اور آخر میں فرمایا" یہاں دو حدیثوں کا معنی واضح ہوگیا جواب تک ہم پر مخفی تھا' اول ارسلت الی الخلق کافۃ " کے متعلق ہم یہی سمجھتے رہے کہ بعثت کے بعد قیام قیامت تک آپ ﷺ کی رسالت عام ہے لیکن اسکی تحقیق سے معلوم ہوگیا' انہ جمیع الناس اولھم وآخرھم کہ الخلق "میں سبھی اولین وآخرین داخل ہیں۔ دوسری حدیث" کنت نبیاً و آدم بین الروح والجسد" ہے جس کے متعلق ہم سمجھتے تھے کہ یہ علم الٰہی کے اعتبار سے ہے مگر اس تحقیق سے واضح ہوگیا کہ نہیں یہ اس پر زائد امر ہے اور آپ ﷺ کی نبوت خارج میں متحقق تھی جب کہ آدم علیہ السلام کا ڈھانچہ مکمل نہیں ہوا تھا۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول ص ۴ پر مفصل مضمون علامہ سبکی کا موجود ہے اسے ملاحظہ فرمائیں)

☆ اور تقریباً یہی تفسیر شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے "تفسیر عثمانی میں" وانا اول المسلمین کے تحت کی۔

الغرض واضح ہوگیا کہ حضرت انبیاء علیہم السلام آپ پر آپ کی نبوت پر ایمان لا چکے تھے لیکن اسکا ظہور اس وقت ہوتا جب دنیا میں ان کی موجودگی میں آپ ﷺ تشریف لاتے اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کی شریعت پر ہوں گے اور اس کے مبلغ۔ مگر عدم ظہور اور ہے اور ثبوت و تحقیق اور ہے۔ اگر وہابیہ صاحبان کو الست بربکم (کیا میں تمہارا رب نہیں) کے جواب میں ــــــ (کیوں نہیں) کہنا معلوم نہ ہو تو کیا کہا جائے گا کہ انہوں نے بلیٰ نہیں کہا تھا، کہا تو کفار نے بھی تھا مگر اکراھاً اور ہیبت وجلالت خداوندی سے اور مومنین نے طوعاً واخلاصاً کہا تھا لیکن ظہور

اس کا دنیا میں ہوگا کہ ازراہ اخلاص بلیٰ کہنے والا کون تھا۔اور ازراہ اکراہ کون۔لہٰذا انبیاء علیہم السلام کا ایمان لانا ثابت ہے اور اس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں؟

(۲) اس آیت کریمہ میں ان سے جو عہد لیا گیا ہے وہ دنیا کے لحاظ سے ہے جس پر **آتینکم من کتاب وحکمۃ** شاہد ہے اور آپ کی بعثت اور رسالت دنیوی کے لحاظ سے لہٰذا بالفرض اس وقت اقرار اور اعتراف آپکی نبوت و رسالت کا نہ بھی پایا گیا ہو تو اس سے آپ ﷺ کی عدم موجودگی کیسے لازم آ گئی۔کیونکہ **اس عہد کا تو تعلق ہی دنیا میں مبعوث ہونے کے ساتھ تھا** لہٰذا وہ مکلّف تھے دنیا میں ہوتے ہوئے ان کے پاس سرور عالم ﷺ کے تشریف لانے پر ان کے ساتھ ایمان لانے اور ان کے دین کی خدمت کرنے کے ساتھ لہٰذا آپ میثاق اور عہد کے وقت موجود بھی ہوں اور اس ایمان ونصرت کا اظہار نہ پایا جائے تو کیا حرج ہے؟۔

﴿یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافوھھم ۔۔﴾

"**یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافوھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکفرون**" "ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجادیں اور اللہ نہیں پسند کرتا مگر یہ کہ اپنے نور کو پورا کرے ہی گا اگرچہ کفار بُرا منائیں" (توبہ ۱۰:۵)

یہاں نور سے مراد ذات بابرکات نبی پاک ﷺ ہے جیسا کہ تفاسیر میں موجود ہے۔

(۱) **تفسیر درمنثور** میں ہے "ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ **یریدون ان یطفئو نور اللہ**" کے متعلق فرماتے تھے کہ **کفار ارادہ رکھتے ہیں محمد ﷺ کو ہلاک کردیں** (درمنثور جلد ۳ ص ۲۳۱)

ہوسکتا ہے کوئی یہ کہہ دے کہ یہاں محمد ﷺ سے مراد آپ کی ذات نہیں بلکہ لائی ہوئی تعلیمات (دین اسلام) ہے لہٰذا نور سے مراد محمد ﷺ نہیں بلکہ محمدی

ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات ہیں ۔تو میں عرض کروں گا کہ جناب جب مفسرین کرام لفظ محمد ﷺ (جوکہ اسم ذات نبی پاک ﷺ کا ہے) لے رہے ہیں تو اب خواہ مخواہ کی ضد وہٹ دھرمی کیوں؟ دوسرا یہاں نور سے مراد ذات نبی پاک ﷺ ہی ہے جیسا کہ ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے یہاں نور ہونے پر خاطر خواہ تبصرہ فرمایا۔

(۲) موضوعات ملاعلی قاری صفحہ ۸۶ پر حضور ﷺ کے نور ہونے کے بارے میں لکھا ہے کہ" **واما نوره عليه السلام فهو من غايه من ظهور شرقا و غرقا واول ما خلق الله نوره وسماه فى كتابه نورا و فى دعائه عليه الصلوة والسلام الهم اجعلنى نورا و فى التنزيل يريدون ان يطفئو نور الله... الخ بافواههم وقال الله تعالىٰ نور السموت والارض مثل نوره** "

یعنی حضور ﷺ کا نور شرقاً غرقاً ظاہر وعیاں ہے اور سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کا نور پیدا فرمایا اور آپ ﷺ کا نام اپنی کتاب میں نور رکھا اور آپ نے اپنی دعا میں کہا اے اللہ مجھے نور بنا دے قرآن میں "یریدون ان یطفئو نور اللہ... الخ بافواھھم " اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اسکے نور کی مثال سے مراد حضور ﷺ ہیں (صفحہ ۸۶)

پس معلوم ہوا یہاں نور سے مراد ذات محمدی ﷺ ہے کہ وہ نور محمدی ﷺ جو افضل البشر کی شکل میں دنیا میں جلوگر ہوا کفار اس نور کو اپنی پھنکوں سے بجھانا چاہتے تھے۔

والنجم اذا ھوی

والنجم اذا ھوی ۔قسم ہے ستارہ کی کہ جب چڑھ کر اتر آئے (سورۃ نجم پارہ ۲۶ رکوع ۱) یہاں بھی مفسرین کرام نے النجم سے حضور ﷺ کی ذات بابرکات مراد لی

ہے جیسا کہ ایک ستارہ جلوہ گر ہو کر اپنی تابانی سے دیگر اشیاء کو منور کر دیتا ہے۔

(۱) **تفسیر صاوی میں الشیخ احمد الصاوی المالکی** لفظ نجم کی تفسیر میں فرماتے ہیں "**النجم هو محمد ﷺ**" نجم سے مراد حضور ﷺ ہیں (تفسیر صاوی ۴/۱۳۵)

(۲) **تفسیر معالم التنزیل** میں ہے کہ "**وقال جعفر الصادق یعنی محمد**" یعنی امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نجم سے مراد حضور ﷺ ہیں۔

(۳) **تفسیر خازن** میں اسی لفظ نجم کی تفسیر میں ہے کہ "**النجم هو محمد ﷺ**"۔

(۴) **تفسیر روح المعانی** میں امام آلوسی رحمۃ اللہ علیہ النجم کی تفسیر میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل فرماتے ہیں اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے "**هو النبی ﷺ وهو یه نزوله من السماء لیلة المعراج وجور علے هذا ان یراد بهواه صعوده وعروجه علیه الصلوة والسلام الیٰ منقطع الاین**" یعنی نجم سے مراد ذات پاک مصطفیٰ ﷺ ہے اذا ھویٰ سے مراد حضور ﷺ کا آسمان سے شب معراج واپس زمین پر نزول فرمانا ہے اذا ھویٰ سے یہ مراد لینا بھی جائز ہے کہ حضور ﷺ کا شب معراج وہاں تک عروج فرمایا جہاں مکان کی سرحدیں ختم ہو جاتی ہیں۔ (روح المعانی)

(۵) اس سے ملتی جلتی تفسیر "**مواہب اللدنیہ**" جلد ۷ ص ۱۷۷ میں بھی موجود ہے۔

(۶) **شرح شفاء شریف** ملا علی قاری والنجم کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے والنجم اذا ھوی کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ النجم حضرت محمد ﷺ ہیں (ملا علی قاری لکھتے ہیں) "**لانه نجم الاکبر والکوکب الانور**" اس لئے کہ نبی کریم ﷺ سب سے بڑے ستارے اور روز خشندہ کوکب ہیں۔ (شرح شفاء ملا علی قاری ۱/۲۰۲)

قرآن پاک کی اس آیت اور تفاسیر سے معلوم ہوا کہ نبی پاک ﷺ کو نجم (ستارہ

جو نورانی ہوتا ہے) کہا گیا ہے اور احادیث سے یہ بھی آپ ﷺ کو ستارہ اور نور کہنا ثابت ہے جیسا کہ ولادت مصطفیٰ ﷺ کے وقت آپ ﷺ کی والدہ نے اپنے جسم سے نور خارج ہوتے دیکھا۔

نور محمدی ﷺ کا نام احمد تھا

قرآن پاک میں ہے کہ "اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ . اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔ پھر جب احمد ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے بولے یہ کھلا جادو ہے۔ (پ ۲۸ الصف آیت ٦)

نبی پاک ﷺ ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے۔ لیکن قرآن کہتا ہے کہ ان کا نام احمد ہے۔ اور نبی پاک ﷺ کے ارشاد سے صاف واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا نام احمد اس وقت تھا جب آپ نور محمدی ﷺ کی شکل میں موجود تھے۔ چنانچہ

(۱) علامہ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ رسول برحق ﷺ نے ارشاد فرمایا "**لما خلق الله ادم اءاه بینه فجعل یری فضائل بعضهم علی بعض والیٰ نورا ساطعا فی اسفلهم فقال یا رب من هذا قال هذا ابنک احمد وهو اول و هو آخر و وهو اول شافع**" "جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی اولاد ان کو دکھائی تو آپ نے بعض مخلوق کی بعض پر فضیلت دیکھی تو **نیچے کی طرف سے بلند ہونے والا نور آپ نے دیکھا** تو اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ یہ کون ہیں تو اللہ تعالیٰ نے

فرمایا یہ تیرا بیٹا احمد ﷺ ہے اور وہ اول ہے اور آخر ہے اور وہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہے۔ (خصائص الکبری جلد ا ص ۹۶ مطبوعہ سعودی عرب)۔

حضرت جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کتنے بڑے عالم دین بزرگ ومحدث تھے؟ اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں بلکہ آپ کے بارے میں علامہ عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ "**علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے پچھتر (75) بار حضور ﷺ کی حالت بیداری میں زیارت کی**" (میزان الکبریٰ ا/۴۴)

(۲) اسی طرح امام بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی حدیث نقل فرمائی کہ "جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی اولاد آدم علیہ السلام کو دکھائی تو آدم علیہ السلام نے اپنی اولاد میں بعض کی بعض پر فضیلت دیکھی۔ نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت علیہ السلام نے اپنی اولاد میں "**فرحانی نورا**" مجھے نور کی شکل میں دیکھا۔ تو عرض کی اے رب عزوجل! یہ نور والا کون ہے؟ تو اللہ عزوجل نے فرمایا اے آدم علیہ السلام! **یہ تیرا بیٹا احمد ہے**۔ اور یہ تیرا بیٹا اول بھی ہے اور آخر بھی۔ (دلائل النبوہ جلد ۷)

(۳) مواہب لدینہ میں علامہ قسطلانی مفسر ابن کثیر کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں۔ "ترجمہ: کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے **نبی اکرم ﷺ کے نور اقدس کو پیدا کیا** (اور اس کو اضافہء کمالات اور خلقت نبوت سے مشرف کرنے کے بعد جب دیگر) انبیاء علیہم السلام کے انوار کو پیدا کیا تو......کو حکم دیا کہ ان کے سامنے تشریف لائے اور ان پر نظر ڈالے **جونہی آپ کا نور انوران کے سامنے ہوا تو اس نے ان کو اپنی ضیاء ونورانیت میں گم کردیا** تو وہ بول اٹھے، اے پروردگار تبارک تعالیٰ! یہ کون ہیں جس کے نور نے ہمیں ڈھانپ دیا ہے اور ہم پر غالب آگیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا **یہ نور ہے محمد بن عبداللہ کا** اگر تم اس کے ساتھ ایمان لاؤ تو میں تمہیں نبی بناؤں گا، تو انہوں

نے کہا ہم ان پر اور ان کی نبوت پر ایمان لائے۔(مواہب مع الزرقانی جلد اول ص ۴۰)

پس معلوم ہوا کہ حقیقت محمدی ﷺ کا نام مبارک بھی موجود تھا۔اور اسی نور مبارک کی آمد کی خوشخبری حضرت عیسٰی علیہ السلام نے سنائی۔اس حدیث شریف سے بلکل واضح ہوگیا کہ حضور ﷺ کی اولیت وحقیقت نور ہے۔

اعتـــراض: بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ یہاں نور سے مراد نبوت ورسالت ہے۔نبی پاک ﷺ نہیں ہیں۔

جـــواب: یہ مخالفین کی ذاتی رائے ہے کیونکہ اس حدیث میں یہ الفاظ کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم نے "مجھے نور دیکھا، یہ تیرا بیٹا احمد ﷺ ہے، یہ اول ہے آخر ہے" اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ نور نبوت ورسالت مراد نہیں بلکہ حقیت نور محمدی ﷺ ہی مراد ہے۔لہٰذا ان واضح الفاظ کے باوجود اس نور محمدی ﷺ سے مراد نبوت ورسالت لینا ضد وہٹ دھرمی کے سواء کچھ نہیں۔

﴿...... آپ ﷺ ابو البشر حضرت آدم سے پہلے ......﴾

☆ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آپ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے نبی منتخب ہو چکے تھے چنانچہ اس سلسلے کی صحیح احادیث ملاحظہ فرمائیں۔جناب میسرہ الفجر رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ "**مَتٰـــی كُـنْـتَ نَبِيًّا قَالَ وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ**"۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا (میں اس وقت بھی نبی تھا) جب آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے۔

(المستدرک ۲:۹ ۶۰، مسند احمد ۵:۵ ۹، الطبقات الکبریٰ لابن سعد ۱:۸ ۱۱ طبع بیروت، التاریخ الکبیر ۷:۴ ۳۷، دلائل النبوۃ

بھیقی ۱ :۹ ۱۲ وقال الحاکم صحیح الاسناد لم یخرجاہ واقر الذھبی وقال الھیثمی: راوہ احمد ورجالہ رجال الصحیح(مجمع الزوائد۸: ۲۲۳)

☆سنن ترمذی میں بھی یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے"عن ابی ھریرہ قال قالوا یارسول اللہ متیٰ وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّۃُ؟قَالَ اٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ. جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اے اللہ عزوجل کے رسول ﷺ آپ کیلئے نبوت کب ثابت ہوئی ؟ نبی ﷺ نے فرمایا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے ۔(سنن الترمذی کتاب المناقب باب فی فضل النبی رقم ۳۶۰۱ وقال ابوعیسیٰ:ھذا حدیث حسن صحیح غریب دلائل النبوۃ للبیھقی ۲: ۱۳۰ ،مشکوٰۃ المصابیح باب فضائل سید المرسلین)

☆دارالسلام کی شائع کردہ تفسیر ابن کثیر میں مسند احمد 127/4 کے حوالے سے یہ حدیث مبارکہ بھی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا"انی عبد اللہ لخاتم النبیین وان آدم علیہ السلام لمنجدل فی طینتہ.و سانبئکم باؤل ذلک .الخ ۔میں اللہ کا بندہ اس وقت بھی خاتم النبیین تھا جب آدم کا خمیر ابھی مٹی میں گوندھا ہوا تھا۔(المصباح المنیر تہذیب وتحقیق تفسیر ابن کثیر ج۱ سورۃ البقرہ زیر آیت 125, صفحہ 325)

☆ اسی تفسیر ابن کثیر میں مسند احمد 127/4 کے حوالے سے یہ حدیث بھی ہے کہ" انی عند اللہ لخاتم النبین وان آدم علیہ السلام لمنجدل فی طینۃ ۔میں اللہ کے ہاں اُس وقت بھی خاتم النبیین تھا جبکہ آدم علیہ السلام کا خمیر ابھی تک گوندھا ہوا تھا۔(المصباح المنیر تہذیب وتحقیق تفسیر ابن کثیر ج۱صفحہ 306)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے موجود تھے جبھی تو نبوت کے تاج سے سرفراز ہوئے۔اور جب حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے تھے تو وہ کیا تھے؟وہ نور ہی تو تھے کیونکہ بشر تو آدم علیہ السلام سے شروع ہوئے۔لہٰذا جب تخلیق میں آدم سے حضور ﷺ اول ہوئے تو آپ ﷺ کا نور ہونا ثابت ہوا۔ان احادیث سے آنحضرت ﷺ کا تحقیقاً آدم علیہ السلام سے قبل ہی ہونا بھی ثابت اور خاتم النبیین کے منصب پر فائز ہونا بھی ثابت،موجود ہونا بھی ثابت اوراورآپ کی حقیقت کا نورہونا بھی ثابت کیونکہ بشروں کے باپ آدم علیہ السلام بعد میں پیدا کیے جارہے ہیں۔اورآپ ﷺ کی حقیقت پہلے ہی موجود ومحقق تھی اور ان صفات کمال کے ساتھ موصوف ومتصف۔

آپ ﷺ نبی تھے یا صرف لکھے گے تھے؟

بعض حضرات کہتے ہیں کہ حدیث میں آتا ہے کہ"میں اس وقت بھی نبی لکھ چکا تھا جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے"لہٰذا حضور ﷺ کا وجود نہ تھا بلکہ لکھ دیا تھا۔تو اس کے چند جوابات ہیں۔

(۱)لکھ دینے سے آپ ﷺ کے نوریا اولیت کی نفی کس طرح ثابت ہوتی ہے؟اور اس حدیث میں کہاں ہے کہ آپ ﷺ کا نبی ہونا تو لکھ دیا لیکن آپ ﷺ نور کی شکل میں موجود نہ تھے؟

(۲)اعتراض کرنے والے نے صرف ایک حدیث میں دیکھا کہ بس یہاں آیا ہے"کہ آپ کا نبی ہونا لکھا ہے"اور استدلال کیا کہ لہٰذا آپ کی اولیت آدم سے پہلے نہ ہوئی۔یہی اعتراض کرنے والی کی جہالت وگمراہی ہے۔حالانکہ ہم نے اپنے بیان میں کثیر احادیث درج کی ہیں کہ آپ اول المخلوقات ہیں اور اولیت کے لحاظ سے نور ہی

ہیں۔لہذا ان سب کوترک کر کے ایک ہی حدیث پر عمل کرنا کہاں کا انصاف ہے؟

(۳)ایک حدیث میں لکھا گیا کہ الفاظ ہیں اور دوسری میں نبی ہونا کے،لہذا اگر یہ مانا جائے کہ آپ اس وقت بھی نبی تھے،تو اس سے ہمارا ایمان دونوں فرمان محمدی ﷺ پر ہو جائے گا کیونکہ نبی بھی تھے اور لکھے بھی گئے تھے۔جبکہ مخالفین کی بات کو قبول کرلیا جائے تو صرف لکھے جانے والی حدیث پر عمل ہوگا،نبی ہونے والی کو چھوڑنا پڑے گا۔ اس لئے ہمارا ایمان دونوں حدیثوں پر ہے ہم آپ کو آدم سے پہلے نبی بھی مانتے ہیں اور لکھا ہوا بھی مانتے ہیں۔اللہ کرے کہ منکر بھی آپ کے دونوں فرمان کو قبول کرلے۔ اور پھر خود نبی پاک ﷺ کی حدیث شریف سے بھی یہی مضمون ملتا ہے"جناب عریاض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بیشک میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت سے خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں۔جب کہ آدم علیہ السلام اپنی گوندھی ہوئی مٹی میں تھے اور میں تم کو بتاؤں کی میرا پہلا امر (یعنی میری نبوت کا پہلا اظہار) جناب ابراہیم علیہ السلام کی دعا تھی اور پھر جناب عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور پھر میری ماں کا خواب جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا تھا انہوں نے دیکھا ان میں سے ایک نور نکلا کی جس سے شام کے محلات ان کونظر آئے"۔(شرح السنۃ لامام بغوی ۱۳:۲۰۷)تو اب یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ آپ ﷺ کا نبی ہونا بھی آدم علیہ السلام سے پہلے لکھا جا چکا تھا اور آپ نور کی شکل میں موجود بھی تھے اسلئے وہ نور محمدی ﷺ خارج ہوا۔ اور اگر صرف "لکھنا" ہی مراد لیا جائے تو آپ ﷺ کی کیا تخصیص تقدیر تمام اشیا مخلوقات کی ان کے وجود سے مقدم ہے پس یہ تخصیص خود دلیل ہے اس کی صرف لکھا جانا ہی مراد نہیں بلکہ آپ ﷺ پہلے بھی موجود تھے جبھی تو دوسروں پر آپ کی فوقیت ثابت ہوگی۔ورنہ (معاذ اللہ) آپ ﷺ کی تخصیص ختم ہے۔

(۴)اور حدیث جو ترمذی شریف وغیرہ میں ہے کہ جب قلم کو حکم ہوا کہ لکھ تو اس نے عرض کی کہ کیا لکھوں؟ تو (رب عزوجل نے فرمایا) تقدیر لکھ "**فکتب ما کان وما ھو کائن الی الابد**" چنانچہ قلم نے جو کچھ ہو چکا اور جو ہوگا لکھ دیا۔(ترمذی، مشکوٰۃ) تو دیکھئے قلم کے لکھنے سے پہلے آپ موجود تھے کیونکہ **قلم نے کیا لکھا کان جو ہو چکا**۔ الفاظ حدیث پر غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ قلم کے لکھنے سے پہلے بھی کچھ چیز تخلیق ہو چکی تھی۔ جو ابھی تک نہیں لکھی گئی تھی۔ اور وہ پہلے والی چیز **اول ماخلق اللہ نوری** یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا یہی ما کان والی چیز تھی تو معلوم ہوا کہ لکھا جانے والا کام تو بعد میں ہوا لیکن آپ ﷺ کا وجود نوری تو پہلے بھی تھا۔ لہٰذا آپ کا نبی ہونا تو بعد میں قلم نے لکھا قلم کے لکھنے سے پہلے بھی آپ ﷺ کی تقدیر، یا خاتم النبیین ہونا آدم سے پہلے لکھا گیا تھا اور آپ پہلے موجود نہ تھے یہ اعتراض جہالت پر مبنی ہے کیونکہ **قلم نے یہ تمام چیزیں بعد میں لکھیں جبکہ قلم سے پہلے جو ہو چکا تھا وہ نور مصطفیٰ ﷺ کا ہی وجود تھا** جو لکھنے سے پہلے بھی موجود تھا۔

"**وفی حدیث ابن القطان کنت نورا بین یدی ربی قبل آدم باربعة عشر الف عام الخ**" ابن القطان کی حدیث میں ہے (حضور ﷺ نے فرمایا) کہ میں پیدائش آدم سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے سامنے نور تھا۔(مواہب الدنیہ ۱/۱۰۔ زرقانی شریف ۱/۴۹۔ جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۲۹۴، انوار محمدیہ ص ۲۶ تفسیر روح البیان ۲/۳۷۰۔ حجۃ اللہ علی العالمین ۲۱۶۔ نشر الطیب مولانا اشرف علی تھانوی وہابی صفحہ ۱۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی روح آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک نور تھا فرشتے آپکی تسبیح کے ساتھ تسبیح کرتے تھے پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تو اس نور کو ان کی پیٹھ میں

ڈالا۔اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے پھر مجھ کو اللہ تعالیٰ نے زمین کی طرف آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں اتارا۔پھر نوح علیہ السلام کی پیٹھ میں اور پھر مجھ کو ابراہیم کی پیٹھ میں (آگ میں) ڈال دیا۔پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اسی طرح بزرگ پشت در پشتوں اور پاک رحموں میں بدلتا رہا یہاں تک کہ میرے والدین نے مجھ کو ظاہر کیا جو کبھی حرام کے مرتکب نہیں ہوئے۔(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ امام المحدثین قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۸۲ رواہ ابونعیم، جواہر البحار ج ۴ صفحہ ۲۹۸)

اسی کی تعید صحیح بخاری شریف کی وہ حدیث بھی کرتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "بیشک میں حضرت آدم علیہ السلام کے افضل ترین زمانے میں مبعوث ہوا ہوں یکے بعد دیگرے زمانے گزرتے رہے حتیٰ کہ میں اس زمانے میں ظاہر ہوا جس میں سے میں پہلے سے تھا۔(بخاری کتاب الانبیاء۔شفا شریف صفحہ ۸۰)۔

(۵) وہ حدیث جس کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں اس میں سائل کے سوال پر جوابا ارشاد فرمایا۔**سائل نے یہ نہیں پوچھا تھا کہ آپ ﷺ علم الٰہی یا ارادہ الٰہی میں کب سے نبی آ رہے ہیں بلکہ پوچھا آپ کا زمانہ نبوت کس سے شروع ہوا** یہ اس لئے کہ **متی عموم زمانہ کیلئے آتا ہے** آپ نے فرمایا میرا **نبوت** سے موصوف ہونے کا زمانہ بشریت سے بھی مقدم ہے اور بشریت کا آغاز آدم علیہ السلام سے چلا ہے گویا زمانہ بشریت سے بھی پہلے نبی ہو گیا تھا۔اس اتصاف نبوت کو مجازاً نہیں کہہ سکتے ہیں اس لئے کہ سائل نے مجاز سے سوال نہیں کیا ہے اور نہ ہی مجاز پر استحالہ شرعی یا عقلی محقق ہے۔بلاریب آپ ﷺ نے حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر اس لئے فرمایا کہ سائل کے ذہن میں آدم علیہ السلام کی نبوت کا تصور تھا۔نیز بشریت کا تقاضا تھا کہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کا عالم ظاہری پر نبی ہونے کا تقدم زمانی سوال کا سبب بن سکتا تھا۔جس کے جواب میں آپ نے حضرت آدم علیہ السلام پر بھی زمانہ کے لحاظ سے

تقدیم نبوت کا اظہار فرمایا اور نبوت کے مرتب سے چونکہ انسان ہی موصوف ہوئے تھے اس لئے بھی حضرت آدم علیہ السلام سے موازنہ فرمایا اور اعلان فرما دیا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے نبوت کی صفت سے سرفراز تھا۔

معلوم ہوا نبی اکرم ﷺ سب سے پہلے موجود بھی تھے اور صفت نبوت سے سب سے پہلے متصف بھی تھے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ صفت نبوت کا پایا جانا بغیر موصوف کے موجود ہونے کے ممکن ہی نہیں ہے۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں آپ ﷺ وصف نبوت کے ساتھ موصوف تھے تو یہ غلط ہے نہ اس پر شرعی دلیل پائی جاتی ہے اور نہ عقلی۔ کیونکہ یوں تو سارے انبیاء علیہم السلام وصف نبوت کے ساتھ ازل سے اللہ تعالیٰ کے علم میں موصوف تھے تو احادیث بالا میں نبی کریم ﷺ کی مدح میں کونسی خصوصیت پائی جائے گی؟ اور اس طرح نبی کریم ﷺ کا اپنے آپ کو اول مخلوق فرمانا یا سب سے اول نبی اپنے آپ کو قرار دینا بے معنی ہو کر رہ جائے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی اور قدیم ہے۔ علم ازلی میں ساری مخلوق برابر اللہ تعالیٰ کے علم میں موجود ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب پیدائش کے مرحلہ میں تھے اس وقت سے خداوند کریم کے علم میں آپ وصف نبوت کے ساتھ موصوف ہو چکے تھے یا اللہ تعالیٰ کے علم میں آپ کا وصف نبوت سے موصوف ہونا اس وقت سے تھا جب ظاہری اجسام میں وجودِ عنصری میں تشریف لا کر چالیس سال کی عمر پا چکے تھے تو ان صورتوں میں لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کا علم حادث ہو قدیم نہ ہو اور ازلی اور یہ بھی خرابی لازم آئے گی کہ اللہ تعالیٰ کو پہلے سے علم نہ ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا فرمانے سے پہلے ہی پیدا ہونے والی مخلوق کو ازل سے جانتا تھا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات مختصہ ازلی ...... واجب اور قدیم بالذات ہیں اور خداوند کریم کی صفات مختصہ امکان سے ہر طرح سے پاک ہیں لہذا نبی

کریم ﷺ کی حقیقت ساری مخلوق سے قبل موجود تھی اور وصف نبوت بھی تھی اور یہی ہمارا مدعیٰ ہے۔

(۲) **حضرت علامہ محدث جلال الدین سیوطی** بھی مذکورہ حدیث کے تحت فرماتے ہیں ''**شیخ تقی الدین سبکی** اپنی ایک تصنیف میں اس (لتؤمنن به و لتنصرنه) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس آیت میں نبی کریم ﷺ کی بڑی عظمت شان بیان کی گئی ہے اور اس جانب اشارہ کیا گیا ہے کہ اگر آپ گزشتہ انبیاء کے زمانے میں مبعوث ہوتے تو آپ ﷺ ان انبیاء کے بھی نبی اور مرسل ہوتے۔ کیونکہ آپ کی نبوت و رسالت تمام زمانوں اور تمام مخلوقات پر محیط اور شامل ہے اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا ''میں تمام مخلوقات کیلئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں'' اس تمام مخلوقات کی تعبیر میں صرف آئندہ آنے والی مخلوقات ہی نہیں **بلکہ گزشتہ مخلوقات بھی شامل ہیں، جبھی تو فرمایا میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم روح و جسم کے درمیان تھے۔**

بعض اہل علم نے اس حدیث کا کہ ''میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے'' کا یہ مطلب بیان کیا کہ آپ ﷺ **خدا تعالیٰ کے علم میں اس وقت بھی نبی تھے۔** ہم کہتے ہیں کہ **اللہ تعالیٰ کا علم تو تمام اشیاء اور تمام واقعات کو محیط ہے خلق آدم سے پہلے آپ ﷺ کی نبوت کا بطور خاص تذکرہ صرف علم الٰہی کے بیان کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ بتانا ہے کہ اس وقت آپ ﷺ کی نبوت محقق ہو چکی تھی** اور یہی وجہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے عرش پر **محمد رسول اللہ** لکھا ہوا دیکھا، اگر یہ مفہوم مراد لیا جائے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے علم میں آئندہ نبی بننے والے تھے تو یہ صرف آپ ﷺ کی خصوصیت نہیں بلکہ تمام انبیاء ہی خدا کے علم کے مطابق آئندہ نبی بننے والے تھے اس سے معلوم ہوا کہ **یہ آپ ﷺ کی خصوصیت تھی کہ آپ ﷺ کو تمام انبیاء سے پہلے مقام نبوت پر سرفراز کیا گیا۔** پھر اس خصوصیت کا اہمیت کے ساتھ اعلان کیا

گیا تاکہ آپ ﷺ کی امت آپ ﷺ کے مقام بلند سے روشناس ہو جائے اور یہ امت کے لئے خیر و برکت کا باعث ہو۔

اگر آپ کہیں کہ نبوت ایک ایسی صفت ہے جسکے موصوف کا موجود ہونا ضروری ہے پھر چالیس سال کی عمر متعین ہے تو پھر کس طرح آپ ﷺ اپنی بعثت سے پہلے نبی بنا دیئے گئے۔ جبکہ اس وقت نہ آپ ﷺ پیدا ہوئے تھے اور نہ مبعوث کیے گئے تھے۔ (تو میں یعنی جلال الدین سیوطی) کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اجسام کی تخلیق سے پہلے ارواح کو تخلیق فرمایا ہے اس لئے حدیث مذکورہ میں **اشارہ جناب نبی کریم ﷺ کی روح مبارکہ یا آپ ﷺ کی حقیقت کی جانب ہو سکتا ہے**۔ اللہ تعالیٰ نے تمام حقائق ازل میں پیدا فرما دیئے اور جب چاہتا ہے ان میں کسی حقیقت کو عالم ظاہر اور وجود میں لے آتا ہے۔ ان حقائق کے کلی ادراک سے ہماری عقلیں عاجز ہیں صرف خدا تعالیٰ ہی تمام حقائق سے واقف ہیں یا جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی روشنی سے حقائق تک پہنچنے کی استطاعت عطا فرما دی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی حقیقت مبارکہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرما دی اور آپ ﷺ کو نبوت کے وصف سے سرفراز فرما دیا۔ اس لئے آپ ﷺ اسی وقت نبی ہو گئے۔ عرش پر آپ ﷺ کا نام گرامی لکھا گیا اور فرشتوں کو اور تمام مخلوقات کو اللہ کے یہاں آپ ﷺ کے مقام بلند سے واقف کرا دیا گیا اگر چہ آپ ﷺ جسمانی حیثیت میں اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ تمام اوصاف اور خصوصیات کے ساتھ اس دنیا میں بعد میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ بعثیت اور تبلیغ اور آپ ﷺ کی ذات نبوت کے عالم ظاہر میں اہل ہونے کے لحاظ سے آپ ﷺ بیشک متاخر ہیں، **مگر جہاں تک آپ ﷺ کی حقیقت مبارکہ کا تعلق ہے اور آپ ﷺ کو کتاب نبوت اور حکم عطا ہونے کا تعلق ہے آپ ﷺ اس لحاظ سے تخلیق آدم علیہ**

السلام سے بھی مقدم ہیں۔(خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۳۱،۳۲)

ہم انہی حوالہ جات پر اکتفا کرتے ہیں۔ کیونکہ اہل حق پر حق و سچ واضح ہو چکا ہے اور جنہوں نے حق کو تسلیم ہی نہیں کرنا ان کے لئے تمام ذخیرہ علم بھی کافی نہیں۔

ایک نکتہ

اس مقام پر مولوی اشرف علی تھانوی وہابیوں کے مجدد صاحب کا بیان کردہ نکتہ اور ایک توہم کا ازالہ بھی ملاحظہ فرماتے جائیں۔

اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ شاید مراد یہ ہے کہ میرا خاتم النبیین ہونا مقدر ہو چکا تھا سو اس لئے آپ ﷺ کے وجود کا تقدم آدم علیہ السلام پر ثابت نہ ہوا۔ جواب یہ ہے۔ اگر یہ مراد ہوتی تو آپ کی کیا تخصیص تقدیر تمام اشیاء مخلوقہ کی ان کے وجود سے مقدم ہے پس یہ تخصیص خود دلیل ہے اس کی کہ مقدر ہونا مراد نہیں بلکہ اس صفت کا ثبوت مراد ہے اور ظاہر ہے کہ کسی صفت کا ثبوت فرع ہے مثبت لہ کے ثبوت کی پس اس سے آپ کے وجود کا تقدم ثابت ہو گیا اور چونکہ مرتبہ بدن متحقق نہیں اس لئے نور اور روح کا مرتبہ متعین ہو گیا۔ **اس سوال و جواب نے واضح کر دیا کہ نبی اکرم ﷺ کی نبوت محض علم الٰہی کے لحاظ سے نہیں تھی بلکہ خارج اور واقع میں آپ ﷺ کا نور انور اور روح اقدس اور حقیقت محمدیہ اس صفت کمال کے ساتھ موصوف و متصف تھی اور یہی ہمارا نظریہ و عقیدہ ہے کہ بشریت کے لحاظ سے اولاد آدم بھی ہیں مگر حقیقت کے لحاظ سے اصل موجودات ہیں** اور انبیاء آدم علیہ السلام ہیں۔

نکتہ دوئم

یہی تھانوی صاحب ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں سوال یہ ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام موجود ہوئے تو ان کے خاتم کا موجود ہونا بھی متصور ہو سکتا تھا جب ان کا بلکہ ان کے والد اور معدن واصل کا ہی وجود نہیں تھا تو آپ خاتم النبیین کس طرح

ہو گئے تھانوی صاحب کی زبانی سوال وجواب ملاحظہ فرمائیں۔

اگر کسی کو شبہ ہو کہ اس وقت ختم نبوت کے ثبوت ہی کے ثبوت کے کیا معنی کیونکہ نبوت آپ کو چالیس برس کی عمر میں عطا ہوئی اور چونکہ آپ سب نبیوں کے بعد مبعوث ہوئے اس لئے ختم نبوت کا حکم کیا گیا۔ یہ وصف تو خود تاخیر کو مقتضی ہے جواب یہ ہے کہ یہ تاخیر مرتبہ ظہور میں ہے مرتبہ نبوت میں نہیں جیسے کسی کو تحصیلداری کا عہدہ آج مل جائے اور تنخواہ بھی آج ہی سے چڑھنے لگے مگر ظہور ہوگا کسی تحصیل میں بھیجنے کے بعد۔ یعنی جس طرح اس تحصیلدار کے منصب کا لوگوں کو علم اس وقت ہوگا جب تحصیل میں جا کر چارج سنبھالے گا وہ اس وقت معلوم کریں گے کہ یہ ہمارے تحصیلدار صاحب ہیں حالانکہ سرکار کے نزدیک وہ اس وقت سے تحصیلدار ہے جب سے اسے نامزد کیا گیا ہے تو نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین کے مرتبہ پر اس وقت فائز ہو چکے تھے جب آدم علیہ السلام ہنوز عالم آب وگل میں تھے۔ اگر چہ لوگوں کو اس وقت پتہ چلا جب آپکا ظہور ہوا الغرض ظہور اگر چہ بعد میں ہوا لیکن وجود پہلے تھا اور یہی ہمارا عقیدہ ہے کہ حقیقت نوریہ کے لحاظ سے آپ اصل موجودات اور انبیاء آدم علیہ السلام اگر چہ ظہور اور نشاۃ دنیویہ کے لحاظ سے اولاد آدم ہیں الخ (بحوالہ تنویر الابصار)

ایک اعتراض کا جواب

اعتراض: ایک حدیث میں چودہ ہزار سال ہیں اور دوسری میں حدیث میں دوہزار سال پہلے تو یہ احادیث ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔

الجواب: آپ وہابیہ کے اس اعتراض کا جواب آپ ہی کے مجدد مولانا اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ ”اس عدد میں کم کی نفی ہے زیادتی کی نہیں پس اگر زیادتی کی روایت پر نظر پڑے (تو) شبہ نہ کیا جاوے ردکی گئی تخصیص اس کے ذکر میں ہو ممکن

ہے کہ کوئی خصوصیت مقام یا اس کو متقی ہو۔(نشر الطیب صفحہ۱۲)

گویا مطلب یہ نہیں کہ چودہ ہزار برس سے پہلے نہیں تھا بلکہ لاکھ سال ہونے کی روایت پر بھی نظر پڑے تو نہ شک وتردد کا اظہار کیا جائے اور نہ ہی اعتراض وانکار کیونکہ نبی پاک ﷺ نے صرف یہ فرمایا کہ تخلیق آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار برس پہلے تھے اور یہ نہیں فرمایا کہ اس سے پہلے نہیں تھا لہٰذا اگر ایک لاکھ سال پہلے نورانی وجود کے ساتھ موجود ہونے والی کوئی روایت پر نظر پڑے تو اس میں بھی شک نہ کیا جائے۔غور کیجئے،بشریت کی بنیاد بعد میں رکھی جارہی ہے حضرت آدم علیہ السلام کا گارا مٹی بعد میں تیار کیا جارہا ہے لیکن نبی الانبیاء علیہم السلام چودہ ہزار سال پہلے نورانی وجود کے ساتھ موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں تشریف فرما ہیں لہٰذا ہمارا عقیدہ ثابت ہوگیا کہ نبی اکرم ﷺ حقیقت کے لحاظ سے نور ہیں جسے سب اشیاء سے پہلے پیدا کیا گیا اور ظاہری لباس کے لحاظ سے بشر ہیں۔جیسے کہ خود وہابیوں کے بانی نے لکھا۔

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت　　　　نہ جانا کسی نے تمہیں بجز ستار

سوا خدا کے سوا کوئی تجھ کو کیا جانے　　　　تو شمس نور ہے اور

اولوالابصار(قاسم نانوتوی صاحب کا قصیدہ قصائد قاسمی)

ابن کثیر کا بیان ہے:تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس رات شریفہ بلند قدر میں حضور ﷺ کو جنا تو حضور ﷺ (**فظهر له من الانوار الحسية والمعنوية**) کے انور حسیہ(دکھائی دینے والا نور)اور معنویہ(ہدایت وعلم والا نور) اتنے ظاہر ہوئے جنہوں نے عقلوں اور آنکھوں کو حیران کردیا جیسا کہ علماء اخیار کے نزدیک اس کی احادیث واخبار گواہی دیتی ہیں(مولد رسول اللہ ابن کثیر صفحہ ۱۹)

اس قسم کی اور بھی بہت حدیثیں ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بوقت ولادت سید عالم ﷺ نوری نور ظاہر ہوا۔ میرے سے نور ظاہر ہوا۔ ان دلائل سے ہمارا یہ عقیدہ صاف ثابت ہوا کہ حضور ﷺ محض لباس بشری پہن کر تشریف لائے اور آپ ﷺ صورۃً بشر ہیں۔ بے عیب و پاک و صاف وشفاف بشریت، آپکا کا اعلیٰ وصف ہے۔ آپ ﷺ بے مثل بشر ہیں، سید البشر ہیں، افضل البشر ہیں۔

نوری محمدی ﷺ کا ظہور

جیسا کہ ہم نے اپنا عقیدہ لکھا کہ حضور ﷺ کی اولیت نور ہے اور دنیا میں بشریت کے لباس مبارک میں جلوہ گر ہوئے۔ لیکن نبی پاک ﷺ کی بشریت بھی اس قدر نورانی تھی اس قدر پاک وصاف تھی کہ بعض اوقات آپ ﷺ کے جسم بشریت سے بھی نور خارج ہوتا تھا۔ لیجئے دلائل حاضر ہیں۔

(۱) "جناب عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بیشک میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت سے خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں۔ جب کہ آدم علیہ السلام اپنی گوندھی ہوئی مٹی میں تھے اور میں تم کو بتاؤں کی میرا پہلا امر (یعنی میری نبوت کا پہلا اظہار) جناب ابراہیم علیہ السلام کی دعا تھی اور پھر جناب عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور پھر میری ماں کا خواب جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا تھا **وقد خرج لها نور اضاء لها منه قصور الشام. انہوں نے دیکھا ان میں سے ایک نور نکلا کہ جس سے شام کے محلات ان کو نظر آئے**"۔ (حوالہ جات گزر چکے)

(۲) ایک اور روایت میں "انه خرج منها نورا ضاءت لها منه قصور اشام. نبی ﷺ کی والدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ "ان میں سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محلات کو روشن کر دیا"۔ (حوالہ جات گزر چکے) یہ جو نور (بشریت کی

شکل میں)خارج ہوا یہ نور مصطفیٰ ﷺ ہی تو تھا۔لیکن اس نور نے آپ ﷺ کے جسم بشریت کو بھی اس قدر نورانی کر دیا تھا کہ اس نے تمام چیزوں کو روشن کر دیا تھا۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ’’حضور ﷺ نے خود فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں ڈال دیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے کرم والی پشتوں اور طہارت والے رحموں سے منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ مجھے میرے والدین سے نکالا (خارج کیا) جو زنا پر کبھی نہیں ملے۔(یعنی زنا کبھی نہیں کیا)۔شفاء شریف قاضی عیاض۔اور **صحیح بخاری شریف** کے حوالے سے اس مضمون کی احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔ان حدیث سے ثابت ہوا کہ جو نور خارج ہوا وہ نور مصطفیٰ ﷺ ہی تھا کیونکہ خود نبی پاک ﷺ نے فرمادیا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے میرے والدین سے خارج کیا۔

ابن کثیر کا بیان ہے: تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس رات شریفہ بلند قدر میں حضور ﷺ کو جنا تو حضور ﷺ (**فظھر لہ من الانوار الحسیة والمعنویة**) کے نور حسیہ (دکھائی دینے والا نور) اور معنویہ (ہدایت وعلم والا نور) اتنے ظاہر ہوئے جنہوں نے عقلوں اور آنکھوں کو حیران کر دیا جیسا کہ علماء اخیار کے نزدیک اس کی احادیث واخبار گواہی دیتی ہیں (مولد رسول اللہ ابن کثیر صفحہ ۱۹)۔

﴿علماء محدثین مفسرین و اکابرین امت کا عقیدہ نورانیت﴾

☆**حضرت سیدنا غوث الاعظم جیلانی** جو علماء دیوبند و اہلحدیث کے ہاں بھی بہت بلند مقام رکھتے ہیں۔اوران کے نزدیک بھی آپ بہت بڑے ولی اللہ تھے،یہی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ درود شریف پیش کرتے

ہوئے عقیدہ نور اس طرح بیان کرتے ہیں کہ "الھم صل علی سیدنا محمدن السابق للخلق نوره ورحمة للعالمين ظهوره" (افضل الصلوات صفحہ ۸۲ طبع شدہ مصر علامہ یوسف نبھانی) علامہ فاسیؒ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے عقیدہ کی وضاحت اور مذکورہ جملے کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں "ولا شک ان کل مخلوق فالسابق له نور النبی ﷺ اول ما خلق نوری و من نوری خلق کل شیء" اور اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ کا نور تمام مخلوق سے پہلے ہے اور سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا گیا اور میرے نور سے ہر چیز پیدا کی گئی (مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات ۱۴۹)

نوٹ: مولوی **ابراہیم میر سیالکوٹی** لکھتے ہیں کہ "حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اہلحدیث تھے (تاریخ اہلحدیث ۱۶۵) ایک جگہ لکھتے ہیں شیخ عبدالقادر "جو اہل حدیث اور مقلدین میں برابر مسلم ہیں (تاریخ اہل حدیث ۱۶۳) اسی طرح غیر مقلد اہلحدیث **حافظ عبداللہ روپڑی** لکھتے ہیں "سید عبدالقادر جیلانی اصل اہلحدیث تھے شاہ ولی اللہ نے ان کو محقق اہل سنت شمار کیا آپ مشائخ کے سردار اور اولیاء اللہ کے سرکردہ ہیں (فتاویٰ اہلحدیث ۴۱، ۵۰)

اسی طرح **علماء دیوبند** کے ہاں بھی غوث اعظمؒ معتبر بزرگوں اور اولیاء اللہ میں شمار کیے جاتے ہیں جیسا کہ اشرف علی تھانوی نے آپؒ کی کہیں کرامات بھی اپنی کتب میں لکھی ہیں (جمال اولیاء ص ۲۷، الافاضات الیومیہ وغیرہما)

مزید یہ کہ ہم نے یہ حوالہ علامہ یوسف نبھانیؒ کی کتاب سے دیا اور علامہ یوسف نبھانی مستند و مقتدر علماء میں سے ہیں بلکہ تھانوی صاحب نے انہی کی کتاب جامع کرامات الاولیاء عربی کا ترجمہ اردو میں کتاب "جمال اولیاء" کے نام سے کیا۔ لہذا کسی بھی دیوبندی کو انکار کی جرات نہ ہونی چاہیے۔

☆ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد ماجد **حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی** اپنی کتاب ''انفاسِ رحیمیہ'' میں فرماتے ہیں ''اول ما خلق اللہ نوری و خلق اللہ نوری' 'سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا اور پیدا فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو پیدا کیا میرے نور سے۔ (صفحہ ۱۴)

☆ **شیخ سعدیؒ** نے اپنی مشہور و معروف کتاب ''بوستان'' میں سیدالانبیاء ﷺ کے نور سے جملہ انوار کے ظہور پذیر کا تذکرہ مندرجہ ذیل شعر میں کیا ہے

''کلیمے کہ چرخِ فلک طور اُوست ہمہ نور ہا پرِ تو نور اوست'' آپ وہ کلیم ہیں کہ چرخ آسمان آپ کا طور ہے اور تمام نور آپ ﷺ کے نور کے عکس ہیں'' (بوستان)

☆ **علامہ عبدالرحمٰن جامیؒ** آپ ﷺ کی تخلیق کے مقدم ہونے کے مضمون کو ان اشعار میں بیان فرماتے ہیں

''صلی اللہ علیٰ نورِ کز وشد نور ہا پیدا
زمیں در حب او ساکن فلک در عشقِ او شیدا'' (کلیات جامی)

☆ **علامہ محدث امام ابن جوزی** لکھتے ہیں کہ ''اور تحقیق نبی کریم ■ سے دریافت کیا گیا کہ عالم میں سب سے پہلے کون سا وجود پیدا کیا گیا تو فرمایا ''اول ما خلق اللہ نوری و من نوری خلق جمیع الکائنات'' (المیلاد النبوی ۲۴)

علامہ محدث ابن جوزی وہ بلند پایہ محدث ہیں جنکی علمیت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے علامہ ذہبی فرماتے ہیں 'محدث ابن جوزی کا علوم قرآن تفسیر ایک عظیم مقام رکھتے تھے اور فن حدیث میں حفاظ میں سے تھے انکی تصانیف اتنی کثیر ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ ان جیسی تصانیف کسی اور کی ہوں۔ (مزید دیکھئے طبقات ابن رجب حافظ ابن ذہبیؒ)

☆ حضرت **علامہ جلال الدین رومی مثنوی شریف** میں فرماتے ہیں جسے علامہ حسین

الدین واعظ کاشفی" مصنف تفسیر حسینی اپنی تفسیر حسینی فارسی ۱۴۰ میں بطور حوالہ پیش کرتے ہیں "نورِاُوشں اصل موجودات بودذاتِ اُوچوں معطی بر ذات بود" حضور ﷺ کا نور جبکہ تمام کائنات کی اصل تھی لہذا آپ ﷺ کی ذات بابرکات کائنات کی ہر ذات کو ہر چیز عطا کرنے والی تھی۔

☆ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف دقائق الاخبار میں ابتدا ہی "باب فی تخلیق نور محمدی ﷺ" سے کی ہے۔اوراسی "دقائق الاخبار صفحہ ۱۰" پر فرماتے ہیں "جب اللہ تعالیٰ نے ان کی پیدائش کو مکمل کردیا تو ان میں روح پھونکی اور انہیں اہل جنت کے لباسوں میں سے لباس پہنایا" و نور محمد ﷺ یلمع فی جبھتہ کا القمر لیلۃ البدرہ" اور حضرت محمد ﷺ کا نورمبارک ان کی پیشانی میں چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔(صفحہ ۱۰)

☆ علامہ شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ شفاءشریف کی شرح میں لکھتے ہیں "نبی مکرم ﷺ کا نورمبارک حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک حضور ﷺ کے تمام آبا ءاجداد کی پیشانیوں میں تھا۔"وھو نور حسی کالقمر فی اللیلۃ الظلماء" آپ ﷺ کا نورمبارک حسی ہے جیسے شب تاریک چاند" (شرح شفاء ۱/۱۱۱)

☆ علامہ شیخ ابوالموہب شاذلی علیہ الرحمۃ "افضل الصلوات" میں نور محمدی ﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "یا سیدنا یا رسول اللہ انت المقصود من الوجود وانت نورر الذی ملاء اشراقہ الارضین والسموت" اے ہمارے سردار اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کا وجود کائنات کا مقصود ہے اور آپ وہ نور ہیں جس سے زمین وآسمان بھرے ہوئے ہیں۔(افضل الصلوات ۱۱۷)

☆ سند المحدثین علامہ ملا علی قاری نے اپنی مایہ ناز کتاب موضوعات کبیر میں

فرمایا "واما نوره علیه الصلوة والسلام فهو فی غایة من الظهور شرقا و غرقا و اول ما خلق الله نوره و سماه فی کتابه نوره" لیکن حضور ﷺ کا نور شرق وغرق میں بخوبی غایت ظہور پذیر ہے اور اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے آپ ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا اور اپنی مقدس کتاب میں آپ کا نام نور رکھا۔(موضوعات کبیر ۸۶)

☆ سید شریف محمد بن سلیمان الجزوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اللھم صل علی سیدنا محمد نور الانوار و سر الاسرار" اے ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر درود بھیج جو سب انوار کے نور اور سب بھیدوں کے بھید ہیں (دلائل الخیرات)

علماء دیوبند کی مستند و معتبر کتاب میں لکھا ہے کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اکابرین دیوبند قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی اور اشرف علی تھانوی وغیرہم دلائل الخیرات شریف پڑھنے کا حکم فرماتے تھے (دیکھیے المھند ۱۶ مفہوم)

☆ علامہ عمر بن احمد خرپوتی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں "ان الله تعالیٰ خلق نور نبینا علیه السلام قبل کل شیء" بیشک اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم ﷺ کے نور کو جملہ اشیاء سے پہلے فرمایا (عصیدۃ الشہد ۲۰۷)

☆ علامہ یوسف نبھانی فرماتے ہیں کہ "وھو نور الانوار اصل البرایاحین لا آدم ولا حواء" اور حضور ﷺ جملہ مخلوقات کی اصل اور سب انوار کے نور ہیں جبکہ حضرت آدم اور حوا بھی نہ تھے (طیب الفراء فی مدح سید الانبیاء ۱۸)

☆ عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمۃ اپنی تصنیف الابریز میں فرماتے ہیں "ان اول ما خلق الله تعالیٰ نور سیدنا محمد ﷺ" تحقیق حق تعالیٰ نے جو چیز سب سے پہلے تخلیق فرمائی وہ ہمارے سردار محمد ﷺ کا نور تھا۔(الابریز جلد ا ص ۲۶۶ مطبوعہ مصر)

☆**امام مالک** کے بارے میں ہے کہ ”عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ مجھے ابن عیینہ نے خبر دی امام مالک سے کہ وہ ہمیشہ یہ درود پڑھا کرتے تھے ”اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد ■ پر رحمتیں نازل فرمایا جن کا نور تمام مخلوق سے پہلے تھا۔(مصنف عبد الرزاق ۱/۹۴)

دیوبندی علماء کے حوالہ جات

☆بانی مدرسہ **دیوبند مولوی قاسم نانوتوی** صاحب بھی مسلکِ حق اہل سنت و جماعت کے عقیدہ نور کی تائید ان اشعار میں کرتے ہیں۔

کہاں وہ رتبہ کہاں وہ عقل نارسا اپنی　　کہاں وہ **نورِ خدا** اور کہاں یہ دیدہ زار
اگر قمر میں کچھ آجائے تیرے چہرے کا نور
تو رات دن ہی اور آگے اس کے دن شب تار (قصائد قاسمی مطبوعہ دیوبند صفحہ ۵۱۴)

☆مدرسہ دیوبند کے مدرسِ اول مولوی محمد یعقوب نانوتوی اپنے قصیدہ میمیہ در نعت سید الابرار میں عقیدہ نور کی تائید کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

خدا نے نور کیا وہ تمہارا نورانی　　کہ جس کے سامنے آئے نظر ہے نور ظلام
وہ نور آپ کا تھا جو ہوئی امانت عرض　　سماء و ارض و جبال و شجر رہے جی تھام
وہ **نور غیب ہے بظاہر بشر کی صورت میں**
کہ جیسے ضمہ سے کسرہ کا کیجئے اشمام (بیاض یعقوبی صفحہ ۱۷ بحوالہ انوار الحمدیہ صفحہ ۱۵۵)

☆اسی طرح دیوبندیوں کے امام ربانی قطب صمدانی **مولانا رشید احمد گنگوہی** نے بھی لکھا ہے کہ ”حق تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی شان میں فرماتے ہیں کہ البتہ حق تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس نور اور کتاب مبین آئی اور نور سے مراد ذات پاک حبیب خدا ﷺ ہے اور اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اے نبی ﷺ آپکو گواہ ،خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا اور اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن کرنے والا چراغ

بنا کر بھیجا ہے منیر روشن کرنے والے اور نور دینے والے کو کہتے ہیں۔ لہٰذا اگر انسانوں میں سے کسی

کو روشن کرنا محال ہوتا تو اسی ذات پاک ﷺ کو یہ بات کو یہ بات میسر نہ آتی۔ آپ کی ذات پاک بھی تمام اولاد آدم علیہ السلام میں ہے مگر حضور ﷺ نے اپنی ذات کو اتنا پاک فرمایا کہ خالص نور ہو گئے اور حق تعالیٰ نے حضور ﷺ کو نور فرمایا اور تواتر سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ کے سایہ نہ تھا اور ظاہر ہے بجز نور (سوائے نور کے) تمام جسم سایہ رکھتے ہیں۔ (پھر کچھ آگے لکھتے ہیں کہ) ان دونوں آیتوں "بیشک رسول اللہ ﷺ نور ہیں اور اس کے ساتھ روشن کرتا ہے۔ ان دونوں آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ شریعت کی پیروی سے ایمان اور نور حاصل ہوتا ہے اور حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھ کو اپنے نور سے پیدا کیا اور (اللّٰھم اجعل فی قلبی نـــــورا والی حدیث کا مفہوم لکھا کہ) اے اللہ! میرے کان، میری آنکھ اور میرے دل میں نور کر دیجئے بلکہ فرمایا (وجعلنی نوراً) کہ خود مجھ کو نور کر دیجئے۔ (امداد السلوک اردو ترجمہ ارشاد السلوک صفحہ ۲۰)

☆ دیوبندیوں کے مجدد، مفسر اور حکیم الامت **مولوی اشرف علی تھانوی** لکھتے ہیں کہ

نبی خود نور اور قرآن ملا نورا! نہ ہو کیوں مل کے پھر نور علےٰ نور (اشرف المواعظ صفحہ ۱۴۷، تلخ الصدور صفحہ ۱)

اشرف علی تھانوی صاحب کی ایک اور مشہور کتاب جو کے ہر دیوبندی کے گھر میں لازمی ہوتی ہے اور دیوبندی حضرات اکثر اپنی بیٹیوں کو جہیز میں بھی دیتے ہیں اس کتاب کا نام "**بہشتی زیور**" ہے۔ اس کے اندر لکھتے ہیں کہ "سب کو نیکی کی دولت آپ (ﷺ) ہی کی برکت سے ملی ہے۔ پہلی امت کی بیبیوں کو تو **آپ کے نور** سے اور اس امت کی بیبیوں کو آپ (ﷺ) کی شرع سے (بہشت زیور، آٹھواں حصہ صفحہ ۳)

اوراس کے حاشیہ میں محشی نے لکھا ہے کہ "یعنی آپ کے **نور کی برکت سے کیونکہ تمام مخلوق کا وجود آپ ہی کے باعث** ہوا ہے (حاشیہ بہشتی زیور، آٹھواں حصہ صفحہ ۴)

☆ دیوبندیوں کے مشہور کانگریسی **مولوی حسین احمد مدنی** لکھتے ہیں کہ "ہمارے حضرات اکابر کے اقوال عقائد کو ملاحظہ فرمایئے۔ یہ جملہ حضرات! حضرت ذات حضور پرنور علیہ السلام کو ہمیشہ سے اور ہمیشہ تک واسطہ فیوضات الٰہیہ ومیزاب رحمت غیر متناہیہ اعتقاد کئے ہوئے بیٹھے ہیں ان کا عقیدہ ہے ہے کہ ازل سے ابد تک جو جو رحمتیں عالم پر ہوئی ہیں اور ہوں گی عام ہے کہ وہ نعمت وجود کی ہو یا اور کسی قسم کی ان سب میں آپ کی ذات پاک اسی طرح پر واقع ہوئی کہ جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہو اور چاند سے نور ہزاروں آئینوں میں۔ غرضیکہ حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ واسطہ جملہ کمالات عالم وعالمیان ہے یہی معنےٰ "**لولاک لما خلقت الافلاک اور اول ما خلق اللہ نوری و انا نبی الانبیاء** وغیرہ کے ہیں (الشہاب الثاقب صفحہ ۴۷)

☆ **مولوی محمد طاہر قاسمی دیوبندی** کو کہ بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کے پوتے ہیں واضح الفاظ میں لکھتے ہیں کہ "سب سے اول حق تعالیٰ نے نور عقل کو پیدا فرمایا جس کا دوسرا نام حقیقتِ محمدیہ ہے اس کو تمام عالم کیلئے مدبر اور وجہ شرافت بنایا اسی لئے تمام فرشتوں کو اس کے آگے جھک جانے کا حکم ہوا۔ خدا کے بعد درجہ عقل اول حقیقت محمدیہ کا ہے اسی لئے جس مخلوق میں یہ نورِ عقل نہیں جھلکتا وہ مخلوق عالم کی صفت اول میں بھی جگہ نہیں پا سکتی۔ معلوم ہوا کہ نور محمدی بلحاظ خلقت سب مخلوق سے اول ہے اور بلحاظ ظہور سب سے آخر ہے اسی لئے نور محمدی کا اول وآخر نور خدا تو ہو سکتا ہے لیکن اور کسی کے نور نبوت کا یہ منصب نہیں ہو سکتا۔ نہ حضور خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد کسی نبوت کا وجود ہی تسلیم کیا جا سکتا ہے اور اگر تسلیم کیا جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ایسے

منکر گروہ نے حقیقتِ محمدیہ کی اولیت سے بھی انکار کر دیا۔ (عقائد الاسلام قاسمی صفحہ ۴۲ بحوالہ انوار المحمدیہ)

☆ مولوی **عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی** لکھتے ہیں کہ "عبداللہ کا آمنہ سے نکاح، ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے والدہ ماجدہ عبداللہ عبدالمطلب نہایت حسین اور خوبصورت تھے اور اس پر طرہ یہ کہ سرور کائنات علیہ الصلوۃ السلام **کا نوران کی پیشانی میں جلوہ گر تھا** اس لئے کچھ طبعی طور پر زنانِ قریش کی طبعیتوں کا میلان عبداللہ کی جانب ہوتا تھا۔ (اسلام صفحہ ۲۵ جلد ۱، عاشق الٰہی میرٹھی)

☆ **مولوی ادریس کاندھلوی دیوبندی** "عقائد الاسلام" کتاب میں لکھتے ہیں

آفتاب شرع دریا یقین! نور عالم رحمۃ اللعالمین!

اول ما خلق اللہ نوری

آنچہ اول شد پدید از جیب غیب بود نور پاک او بے شک ریب (عقائد الاسلام صفحہ ۷۷)

☆ **قاری محمد طیب دیوبندی جو سابقہ مہتم دار العلوم دیوبند** تھے آپ لکھتے ہیں کہ "آپ (ﷺ) کے جسم مبارک جمال مبارک اور حقیقت پاک سب ہی میں نورانیت اور جاذبیت نظر آتی ہے بات کرتے وقت بعض حدیث آپ کے دانتوں سے نور چھنتا ہوا نظر آتا، بینی مبارک (ناک) نور کی وجہ سے بلند محسوس ہوتا۔ چہرہ مبارک کا چمک دمک میں سورج جیسا محسوس ہونا بعض حدیث "**کان الشمس تجری فی وجھہ**" گویا آفتاب کے چہرہ مبارک کا مقابلہ کر کے صحابہ کا چہرے کے نور کو چاند پر فوقیت اور **حقیقتِ محمدی کو حدیث میں نور کہا** جانا سب اسی کی علامات و آثار ہیں (آفتاب نبوت جلد ۱ صفحہ ۳۹)

☆ **علامہ عبدالحی لکھنوی** لکھتے ہیں کہ "**والنور نبینا ﷺ انہ خلق من نور اللہ**

اوانــہ نــور مــن نــور اللہ ...... ہمارے نبی مکرم کا نور اللہ عزوجل کے نور (کے فیض) سے پیدا کیا گیا ہے یا یہ کہ آپ ﷺ اللہ عزوجل کے نور میں سے ایک نور ہیں اس کے یہ معنی نہیں جیسا کہ عام لوگوں کے افہام نے اسکی طرف اشارہ کیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے ذاتی نور سے حضور ﷺ کو ایک مٹھی بھر لے لیا اور اسطرح حضور ﷺ کے نور کیلئے اللہ تعالیٰ کی ذات ایک مادہ۔لیکن اللہ تعالیٰ اس سے پاک ومبرا ہے کہ وہ مادہ ہو۔(عمدۃ الرعایہ شرح الوقایہ از عبدالحی لکھنوی کتاب الایمان زیر المشی الی بیت حاشیہ ۵۔۲/۲۶۲۔بحوالہ نور مبین ۲۱۰)

☆ علماء دیوبند کے پیر ومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ارشاد فرماتے ہین

نہ پیدا اگر ہوتا **احمد کا نور** نہ ہوتا دو عالم کا ہر گز ظہور (جہاد اکبر صفحہ ۳)

چہرہ تاباں کو دکھلا دو مجھے تم سے **اے نور خدا** فریاد ہے

(نالہ امداد غریب صفحہ ۲۲)

نور احمد سے منور ہے دو عالم دیکھو دیکھتے ہو مہ خورشید کی تنویر عبث

(گلزار معرفت صفحہ ۷)

سب دیکھو **نور محمد** ﷺ **کا** سب بیچ ظہور محمد کا جبریل مقرب خادم ہے سب جام شہو محمد ﷺ کا (نالہ غریب ۲۲)

﴿غیر مقلدین اہلحدیث حضرات کے حوالہ جات﴾

حضور ﷺ کے نور ہونے کے بیان میں ☆ سردار لو ہابیہ **مولوی ثناء اللہ** امرتسری ☆ وہابیہ غیر مقلد یہ کے مستند اور محقق مولوی **قاضی سلیمان** منصور پوری ☆ **قاضی شوکانی** غیر مقلد وغیر ھما کی تفاسیر اور کتب کے حوالہ جات ''قد جاء کم من اللہ نور'' کے تحت بیان ہو چکے ہیں۔

☆ نواب صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں "کہا گیا ہے کہ نور محمدی ﷺ کا حلول ہند میں منطقی مساوات سے ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ احادیث صحیحہ کی رو سے نور محمدی ﷺ صلب آدم میں ودیعت تھا۔ اور ان کی پیشانی میں روشن تھا تو واضح ہو کہ نور محمدی کی ابتدائی جلوہ افروزی ہندوستان ہے اور اس کی منتہا عرب ہے۔ آپ کے طفیل ہندوستان کو کافی شرف وفضل حاصل ہوا۔ اور اس مساوات کی تقریر یہ کہ نوری محمدی نے حضرت آدم کے ساتھ نزول فرمایا اور منطق کی کتب میں اس قیاس کی تحقیق کرو۔

"کانت لا دم ارض الهند منهبطا وفیه نور رسول الله مشغول"

یعنی زمین ہند حضرت آدم کے نزول سے مشرف ہے اور اس میں رسول پاک ﷺ کا نور اقدس مشغول ہے۔ (حظیرۃ القدس صفحہ ۴۷)

☆ مرکزی اہل حدیث جمعیت کی سربرآوردہ شخصیت جناب ساجد میر کے دادا حضور مولوی میر ابرہیم سیالکوٹی کا ارشاد ہے۔ "(حضرت عبدالمطلب) کی پیشانی میں خدا کے برگزیدہ رسول کا نور تھا جس کے دیکھنے کیلئے ایسی آنکھ کی ضرورت ہے جس کی نور افزائی بصیرت حقانی نے کی ہو (سیرت المصطفےٰ جلد ۱ ص ۶۱)

☆ غیر مقلدین کے شیخ الاسلام نذیر حسین دہلوی "قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین" والی آیت لکھ کر فرماتے ہیں کہ "اس نور سے مراد ذات پاک سرور کائنات ہیں۔ (فتاوی نذیریہ جلد ۱ صفحہ ۳۰۲)

☆ غیر مقلدین اہلحدیث کے علامہ وحید الزمان صاحب بھی نوری محمدی ﷺ کا اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ" فصل بدا الله سبحانه الخلق بالنور المحمدی ثم بالماء ثم خلق العرش علی الماء ثم خلق الریح ثم خلق النون و القلم و اللوح ثم خلق العقل فالنور المحمدی مادہ اولیة

لخلق السموات و الارض وما فیھا ...الخ اصل صفحہ ۵۶.

(ترجمہ) فصل اللہ تبارک وتعالیٰ نے خلقت کی ابتدا حضرت محمد ﷺ کے نور سے فرمائی پھر پانی کو پیدا کیا پھر عرش کو پیدا کیا پھر ہوا کو پیدا کیا پھر نون والقلم اور لوح کو پیدا فرمایا پھر عقل کو پیدا فرمایا، پس زمین وآسمان اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کی تخلیق کا

مادہ اول حضرت محمد ﷺ کا نور مبارک ہے۔(ھدیۃ المھدی مترجم صفحہ۱۰۸)

☆ غیر مقلدین اہلحدیث اور دیوبندیوں کے **امام شاہ محمد اسماعیل دہلوی** لکھتے ہیں''چنانچہ روایت''**اول ما خلق اللہ نوری**''برآں دلالت می وارد جیسے کہ روایت'' اول ما خلق اللہ نوری''اس پر دلالت کرتی ہے۔(یک روزہ صفحہ۱۱)

طوالت کے پیش نظر ان ہی حوالہ جات پر اکتفاء کیا جاتا ہے اہل ایمان کیلئے یہی کافی ہیں اور جن لوگوں کی قسمت میں ہدایت نہیں ان کے لئے دفتر کے دفتر ناکافی ہیں۔

﴿......چند اعتراضات کے جوابات......﴾

اعتراض: اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے''کہ اگر زمین میں فرشتہ ہوتے تو ہم ضرور فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجتے''(مفہوم آیت)معلوم ہوا کہ اگر فرشتے دنیا میں ہوتے تو رسول فرشتہ ہوتا۔لیکن دنیا میں تو بشر ہیں لہٰذا حضور ﷺ بھی بشر ہی ہیں۔

الجواب: یہ آیت ہمارے عقیدہ کے خلاف نہیں کیونکہ ہمارا عقیدہ''حقیقت محمدی ﷺ یا اولیت محمدی ﷺ'' کے بارے میں نور کا ہے۔اور بشریت کے بارے میں ہمارا صاف عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ دنیا میں افضل البشر بن کر تشریف لائے۔لہٰذا اس آیت سے حقیقت یا اولیت محمدی ﷺ کا رد یا مخالفت قطعاً نہیں ہوتی۔

پھر مخالفین کا یہ تاثر دینا کہ دنیا میں بشر ہیں تو رسول بشر بن کر آئے۔ اگر دنیا میں فرشتے ہوتے تو نبی بھی فرشتے کی شکل میں آتے تو ہم صرف اتنا پوچھتے ہیں کہ اس آیت کے تحت جو خود ساختہ قانون وکلیہ بنایا گیا ہے اگر اس کو تسلیم کیا جائے تو پھر دنیا میں صرف بشر ہی تو نہیں ہیں بلکہ دنیا میں جنات بھی تو ہیں۔ تو پھر تمھارے کلیہ کے مطابق حضور ﷺ کو بشر اور جن ہونا بھی ماننا پڑے گا (معاذ اللہ عزوجل) لہذا اس آیت سے صرف اس چیز کا انکار ہے کہ حضور ﷺ فرشتے نہیں ہیں۔ اس سے نورانیت کا انکار ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوتا اور آپ ﷺ دنیا میں بشر کی شکل میں تشریف لائے یہ بات ہمارے عقیدے کے خلاف نہیں۔

اعتراض : قرآن پاک اور احادیث میں بار بار فرمایا گیا ہے کہ نبی پاک■ بشر ہیں عبد ہیں، انسان ہیں۔ **قل انما انا بشر مثلکم** "وغیرہ وغیرہ۔ لہذا حضور■ بشر ہیں اور تم لوگ کہتے ہو کہ وہ نور ہیں اور بشر نہیں۔

جواب : اکابرین وعلماء اہل سنت نے آج دن تک حضور ﷺ کی بشریت کاملہ کا انکار نہیں کیا۔ لہذا جو شخص یہ کہتا ہے کہ سنی حضور ﷺ کو بشر نہیں مانتے ان کے ذمہ اپنے اس بے بنیاد اور جھوٹے دعویٰ پر دلیل پیش کرنا لازمی ہے اور ہم چیلنج سے کہتے ہیں کہ قیامت تک کوئی ایک حوالہ بھی وہابی ہماری کتابوں سے نہیں دیکھا سکتے جس میں حضور ﷺ کی بشریت کاملہ کا انکار کیا گیا ہے۔ بلکہ فتویٰ رضویہ میں امام اہل سنت نے مطلقا بشریت رسول ﷺ کے انکار کو کفر لکھا۔ بشریت رسول ﷺ پر تو سب کا اتفاق ہے۔ لہذا وہابیہ کا نوری محمدی ﷺ کے عقیدے کے رد میں بشریت رسول کی آیات کو پیش کرنا خلاف موضوع بحث کرنا ہے۔ جس کی تفصیل ہم اس کتاب کے شروع میں بیان کر چکے۔

اعتراض : قرآن میں ہے **قل انما انا بشر مثلکم** '' اور احادیث میں آپ

ﷺ کا بشر، عبد، انسان ہونا ثابت ہے تو پھر نور کا عقیدہ ان سب کے خلاف ٹھہرا۔

جواب: یہ اعتراض وہ شخص کرتا ہے جو ہم اہل سنت وجماعت کے عقیدہ نور محمدی ﷺ سے واقف نہیں ہوتا۔ نورانیت کا تعلق آپ ﷺ کی حقیقت وتخلیق کے مطابق ہے۔

لہٰذا ایسی تمام آیات واحادیث جن میں بشریت کا ثبوت ہے وہ ہرگز ہمارے عقیدہ کے خلاف نہیں۔ ☆ ہاں بشریت کی آیات واحادیث ہمارے خلاف تب ہوتیں جب ہمارا عقیدہ یہ ہوتا کہ حضور ﷺ بشر نہیں۔ لیکن ہمارا عقیدہ ایسا ہرگز نہیں جیسا کہ شروع میں بیان ہو چکا۔ ☆ پھر بشر کہنے سے کیا حقیت محمدی کا انکار ہو جاتا ہے۔ قرآن و احادیث سے ثابت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کئی مرتبہ بشر کی شکل میں تشریف لائے۔ تو کیا اس سے ان کی حقیقت یعنی ملائکہ ہونے کی نفی لازم آئے گی؟ ہرگز نہیں تو پھر رسول اللہ ﷺ کو بشر کہنے سے حقیقت محمدی یعنی نورانیت کی کس طرح نفی ہو سکتی ہے۔ ☆ پھر اس آیت کو وہابیہ کا پیش کرنا اپنے دعویٰ کی خلاف ورزی کرنا ہے کیونکہ بشریت رسول ﷺ کے تو ہم بھی قائل ہیں ہاں اگر ایسی آیت ہے کہ حضور ﷺ صرف بشر ہیں اور ان کی حقیقت یا تخلیق نور نہیں ہے تو وہابیہ کا دعویٰ ثابت ہو سکتا ہے۔ حضور ﷺ دنیا میں کامل بشر کی شکل میں تشریف لائے لہٰذا یہ آیات ہمارے خلاف نہیں۔

اعتراض: تم کہتے ہو کہ حضور ﷺ نور بھی ہیں اور حاضر وناظر بھی ہیں تو چاہیے کہ ہر جگہ روشنی ونورانیت ہو۔

جواب: یہ بھی جاہلانہ اعتراض اور عقیدہ اہل سنت سے لاتعلقی کا نتیجہ ہے۔ بہر حال ہم معترضین کی عقل کے مطابق جواب پیش کرتے ہیں۔ دیکھو فرشتے خالص نوری مخلوق ہے اور ہر انسان کے ساتھ کہیں فرشتے موجود رہتے ہیں مثلاً حساب کتاب لکھنے والے

فرشتے ہمارے ساتھ رہتے اور ہمارا حساب کتاب لکھتے رہتے ہیں۔ تو پھر معترضین کے اصول کے مطابق تو ہر جگہ روشنی ہونی چاہیے۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا تو پس ضروری نہیں کہ اگر نور ہیں تو ہر مقام و جگہ روشن ہی ہو جائے۔

اعتـــراض: یہ کیسے ممکن ہے کہ نورانیت اور بشریت جمع ہو جائے، لہذا اگر حضور ﷺ نور تھے تو بشر نہ ہوئے اور اگر بشر ہیں تو نور نہ ہوئے، اور بشریت میں نورانیت ہرگز موجود نہیں ہو سکتی۔

جواب: یہاں بھی معترضین سخت غلط فہمی کا شکار ہوا۔ یاد رہے کہ انسانی جسم جو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اس کے اندر روح موجود ہے جو کہ نوری مخلوق ہے۔ امام رازی تفسیر کبیر جلد۲ میں فرماتے ہیں "ان الارواح البشـــرية مـــن جـــنـــس الـمـلائكة" (ارواح بشر یہ ملائکہ کی جنس سے ہیں یعنی نور سے ہیں)۔ تو بشریت کے اندر نورانی روح کا موجود ہونا تو ہر ایک کیلئے ثابت ہے۔ تو پھر نبی پاک ﷺ کی ذات میں بشریت کے ساتھ نورانیت (اس سے مراد فرشتے نہیں) کا موجود ہونا کیسے ناممکن ہے؟ بلکہ فقیر عرض کرتا ہے کہ فرشتوں کے لئے بھی بشریت کے ساتھ جمع ہونا ممکن ہے۔

☆ قرآن میں واضح موجود ہے کہ علامہ آلوسی فرماتے ہیں "**امـا عـامة البشر فلا يسـهـل عـليهم ذالك (الاجتماع بالملائكة والتلقى منهم) لبعد ما بين الـمـلك و بيـنهـم فـلا يبعث اليهم وانما يبعث الى خواصهم لان الله قـلوبهـم نـفوسـا ذكية وايـدهم بقوى قدسة وجعل لهم جهتين جهة مـلـكة بهـا مـن الـمـلـك يستـفيـضـون و جهة بشرية بها على البشر يفيـضـون وجعل كل البشر كذالك معل بالحكمة**" عام بشروں کے لئے یہ امر سہل اور آسان نہیں کہ ملائکہ (نورانیت) کے ساتھ جمع ہو سکیں اور ان سے احکام

اخذ کر سکیں کیونکہ ملائکہ اور ان کے درمیان بعد بعید ہے اور مناسبت کا فقدان ہے لہذا ان کی طرف ملائکہ کو مبعوث نہیں کیا جا سکتا بلکہ صرف اور صرف خواص کی طرف ان کو مبعوث فرمایا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو پاکیزہ نفوس موہبت فرمائے ہیں اور قدسی قوتوں کے ساتھ ان کی تائید فرمائی اور ان میں دوہری صلاحتیں اور استعدادیں ودیعت فرمائی ہیں ایک جہت ملکی ہے جس سے احکام اور وحی کا استفاضہ کرتے ہیں اور دوسری جہت بشری ہے جس کے ذریعہ بشروں کو فیضان پہنچاتے ہیں اور تمام بشروں کو اس قسم کے قدسی قوتیں عطا کرنا اور نفوس زکیہ علیہ موہبت فرمانا خلاف حکمت ہے

(بحوالہ آلوسی۔ تفسیر روح المعانی)

لہذا عوام بشر پر ملائکہ کا نزول نہیں ہو سکتا اور بشری لباس میں ان کو عوام بشر کی طرف بھیج دیا جائے جس طرح **حضرت جبرائیل علیہ السلام دحیہ کلبی** یا اعرابی کی صورت میں تشریف لائے تو یہ صورت (**مما لا یحی نفعا لاولئک الکفرۃ کما قال تعالیٰ جدہ "ولو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلا وللبسنا علیھم ما یلبسون** ") ان معترضین کفار اور منکرین رسالت آنجناب کو نفع نہیں دے سکتی جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اگر ہم عوام بشر کی طرف مبعوث ہونے والے رسول کو فرشتہ بنائیں تو اس کو ظاہری طور پر مرد ہی بنا کر بھیجیں گے (کیونکہ فرشتہ سے براہ راست اخذ و تلقی کی ان میں صلاحیت ہی نہیں اور اس صورت میں ان کو اسی اشتباہ والتباس میں مبتلا کریں گے۔ پس معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے اندر بشریت و نورانیت کی اجتماع ثابت ہے۔

☆ "**نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۳۱۹** مطبوعہ مصر میں علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ **وقد نطق القرآن بالہ النور المبین وعونہ بشرا لا یبا فیہ عماتو ھم فان ھمت فھو نور علی نور فان النور ھو الظاھر لنفسہ المظھر لغیرہ وتفصیلہ فی مشکوۃ الانوار للقرآنی**۔ اور بے شک قرآن

پاک ناطق ہے کہ حضور ﷺ کا بشر ہونا آپ کے نور ہونے کے ہرگز منافی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا پس اگر تو سمجھے وہ تو ایسے نور ہیں جو سب نوروں پر غالب ہیں ۔کیونکہ نور اسے کہتے ہیں جو خود ظاہر ہو اور اپنے غیر کو ظاہر کرنے والا ہو اس کی پوری تفصیل امام غزالی کی کتاب الانوار میں ہے۔''انتہی''(نسیم الریاض)

☆ دیکھیے جگنو ایک چھوٹا سا کیڑا ہے، اس میں خون و گوشت ہونے کے باوجود نور (روشنی) بھی موجود ہے، انسان کی آنکھیں گوشت ہی کی ہیں لیکن ان میں بھی نور موجود ہے۔

اسکے علاوہ فرشتے جو خالص نوری مخلوق ہے وہ بھی باوجود نوری مخلوق ہونے کے بشریت کے لباس میں ظاہر ہوئے۔جیسا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کہیں مرتبے بشر کی شکل میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔جیسا کہ قرآن میں ثبوت موجود ہے کہ حضرت مریم علیہ السلام کے پاس بشر کی شکل میں تشریف لے گئے'' **فا رسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا**'' ہم نے مریم کی طرف اپنی طرف کی روح کو بھیجا تو وہ ان کے سامنے تندرست انسان کی شکل میں حاظر ہوا۔ (القرآن) تو معلوم ہوا حضرت جبرائیل علیہ السلام جو نوری مخلوق سے تعلق رکھتے ہیں باوجود نوری مخلوق کے انسانی (بشر کی) شکل میں جلوہ گر ہوئے۔اسی طرح حضرت جبرائیل جو خالص نور تھے بشر (دحیہ کلبی) کی شکل میں کہیں مرتبے آئے۔

اور صحیح بخاری شریف کی حدیث میں بھی ہے کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز نبی کریم ﷺ لوگوں کے درمیان جلوہ افروز تھے **فاتاہ ارجل فقال ما الایمان** ...... ''ایک آدمی (رجل) حاضر بارگاہ ہوا (اور سوال کیا) ایمان کیا ہے؟۔۔۔۔۔۔(جب وہ چلا گیا تو) **فقال ھذا جبریل جاء یعلم الناس دینھم** ۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ حضرت جبرائیل تھے جو لوگوں کو ان کا دین سکھانے

آئے تھے۔(صحیح بخاری جلد اول باب کتاب الایمان صفحہ ۱۲۵)اسی طرح کہیں احادیث سے فرشتوں کا انسانی شکل میں آنا، انسانوں کی مدد کرنا وغیرہما ثابت ہیں حالانکہ بشری لباس میں آنے کے باوجود وہ نورانیت ضائل نہیں ہو جاتی۔لہذا جب فرشتوں (نوری مخلوق) کا بشری لباس میں آنا یعنی نورانیت وبشریت کا اجتماع ثابت اورصحیح ہےتو پھر نبی پاک ﷺ کی نورانیت وبشریت کا اجتماع کاانکار ضداور ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے؟

اعتراض :اگر حضور ﷺ نور تھے تو نوری مخلوق کی تو شادی نہیں ہوتی اولاد نہیں ہوتی حالانکہ حضور ﷺ نے شادیاں بھی کیں اور آپ کی اولاد بھی ہوئی۔

جواب :اول تو آپ کو کس نے کہہ دیا ہے کہ نوری مخلوق کی شادی اور اولاد نہیں ہو سکتی۔دیکھئے حدیث شریف میں ہے کہ جنتیوں کی "زوجتان من الحور العین "یعنی ان کی دو بیویاں حورعین سے ہوں گی۔جن کے حسن کے باعث اور گوشت کے اندر سے جن کی پنڈلیوں کا گودا نظر آئے گا۔متفق علیہ۔کما قال علیہ السلام (مشکوۃ کتاب الفتن جلد ۳ ص ۸۴)لہذا نوری مخلوق حوروں کا نکاح وہ بھی بشروں کے ساتھ ہونا حدیث سے ثابت ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ اعتراض کرنے والا عقیدہ اہل سنت و جماعت ہی سے بےخبرو جائل ہے کیونکہ اگر اس کو معلوم ہوتا کہ ہمارا عقیدہ کیا ہےتو وہ ہرگز یہ اعتراض ہی نہ کرتا اسلئے کہ ہم حضور ﷺ کو صرف نور نہیں مانتے بلکہ آپ ﷺ کا افضل البشر ہونا بھی تسلیم کرتے ہیں اور اس کے انکار کو کفر قرار دیتے ہیں۔ہاں معترضین کا اعتراض اس صورت قابل قبول تھا جب ہم بشریت کا انکار کرتے اور صرف نور مانتے لیکن ایسا عقیدہ ہمارا ہرگز ہرگز نہیں لہذا یہ اعتراض ہی باطل ولغو ٹھہرا۔

اعتراض : اگر حضور نور ہوتے تو کھاتے پیتے نہ، دیکھئے حضرت ابراہیم علیہ السلام

کے پاس فرشتے بشری حالت میں آئے انھوں نے بھنا ہوا بچھڑا پیش کیا لیکن انھوں نے نہ کھایا لہذا ثابت ہوا نور خواہ بشری لباس میں ہو وہ کھا نہیں سکتا پی نہیں سکتا۔

جــواب: سب سے پہلے تو یہ امر قابل غور ہے کہ نہ کھانے اور نہ پینے سے نہ کھا سکنا اور نہ پی سکنا کیسے لازم آ سکتا ہے فعلیت الگ ہے اور امکان الگ ہے خود علماء دیوبند و اہلحدیث کے اکابرین کا ارشاد ہے کہ ''اللہ جھوٹ بول سکتا ہے مگر بولتا نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ)۔ لہذا نہ کرنے سے اس حیثیت کا انکار لازم نہیں آتا۔

دوسرا یہ کہ ہم حضور ﷺ کو کامل البشر تسلیم کرتے ہیں صرف محض نور نہیں۔ لہذا یہ اعتراض ہم پر کسی صورت عائد ہو ہی نہیں سکتا۔

تیسرا یہ کہ روح نورانی جنس ہے لیکن خود وہابیہ بھی شہداء کی ارواح (جو کہ نورانی ہوتی ہیں) کے بارے میں کہتے ہیں کہ شہادت کے بعد جنت میں پرندوں کی صورت میں ہیں جہاں چاہیں جاتی ہیں اور کھاتی پیتی ہیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری شریف کی روایت میں بھی مذکور ہے۔ لہذا ہر نورانی جنس کے کھانے پینے کا انکار ہرگز نہیں بلکہ اگر مخالفین کے استدلال کو قبول بھی کر لیا جائے تو یہ فرشتوں کے بارے میں ہے نہ کہ کل نورانی مخلوقات کے بارے میں۔ **(تفصیل کیلئے تنویر الابصار از اشرف علی سیالوی کا مطالعہ کیجئے)**

اعتــراض: اللہ عزوجل نے تین مخلوقات پیدا فرمائیں فرشتے، جن اور انسان۔ فرشتوں کو نور سے، جنات کو آگ سے اور انسان کو مٹی سے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔ لہذا نور محمدی کا ثبوت ہرگز ثابت نہیں۔

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے کہیں اور مخلوقات بھی پیدا فرمائیں جن کا ذکر آپ کی پیش کردہ روایت میں موجود نہیں۔ مثلاً حوریں جو نوری مخلوق ہیں اس کا ذکر بھی نہیں اسی طرح روح کو بھی پیدا فرمایا حالانکہ اس کا بھی ذکر نہیں تو کیا ان کا بھی انکار

کر دیا جائے گا؟ ہرگز نہیں تو پھر نور محمدی ﷺ کا ہی انکار کیوں کرتے ہو؟

دوسری بات یہ ہے کہ یہ اعتراض وہی کرے گا جس کو مطالعہ احادیث کم ہے کیونکہ ہم نے صحیح حدیث جابر رضی اللہ عنہ پیش کر دی جس سے نوری محمدی ﷺ کا پیدا کرنا بلکہ ان سب مخلوقات سے اول ہونا بھی ثابت ہے۔ جیسا کہ کثیر حوالہ جات اس حدیث پاک کے گزرے لہذا ایک حدیث کو ماننا اور دوسری کی طرف توجہ ہی نہ کرنا ''کتاب کے کچھ حصہ کو مانتے ہیں اور کچھ کا انکار کرتے ہیں'' پر عمل ہے جو کہ بہت بڑی منافقت ہے۔

اعتـــراض : بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نور ہیں تو فرشتہ ہوئے کیونکہ نور ہونا اور فرشتہ ہونا ایک ہی بات ہے۔

جـــــواب : یہ کہنا بھی سراسر جہالت ہے کہ نور ہونا اور فرشتہ ہونا ایک ہی بات ہے۔ نجدیوں کے علماء کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ نور ہونا اور چیز ہے اور کسی سے فرشتہ ہونے کی نفی کر دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ نوری نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **هـو الـذي جعـل الشـمـس ضياء والقمر نورا** (اللہ ہی وہ ذات والا ہے جس نے سورج کو ضوفگن بنایا اور چاند کو نور بنایا) ☆ اسی طرح انسان کی روح بھی نورانی ہے تو کیا روح فرشتہ بن گئی؟ ☆ جنت کی حوریں بھی نورانی ہیں تو کیا وہ فرشتے بن گئیں؟ پس معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی اولیت فرشتے نہیں لیکن نور ہیں۔

حرف آخر

سنیو! جب بھی کسی وہابی سے نورانیت مصطفیٰ ﷺ پر بحث ہوگی تو وہ یہی کہے گا کہ قرآن میں ہے کہ ''قل انما انا بشر مثلکم'' بار بار وہابی یہی کہے گا کہ حضور ﷺ بشر ہیں تو آپ صرف ایک جواب دیجئے کہ ہم بغیر تمہارے کہے مانتے ہیں کہ حضور ﷺ بے مثل بشر ہیں۔ تم وہابی بھی مانتے ہو اور ہم سنی بھی مانتے ہیں۔ اس مسئلہ پر ہم دونوں کا اتفاق ہے

۔اس مسئلہ پر بحث واختلاف ہی نہیں ۔لہذا اب نہ ہی تم وہابی بشریت کی بحث کرو گے اور نہ ہم سنی۔

اب اختلاف اس بات پر باقی ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نور بھی ہیں اور تم نورانیت مصطفیٰ ﷺ کا انکار کرتے ہو۔لہذا ہم سنی قرآن وحدیث سے وہ دلائل پیش کرتے ہیں جس میں نورانت مصطفیٰ ﷺ کا ثبوت ہو اور تم وہابی کوئی ایک آیت یا حدیث ایسی پیش کردو کہ جس میں نورانیت محمدی ﷺ کا رد وانکار ہو۔

☆ کوئی ایک آیت ایسی پیش کرو جس میں ہو کہ ہم نے نبی کو نور نہیں بنایا، یا نبی نور نہیں ہیں۔

☆ کوئی ایک حدیث پیش کرو جس میں حضور ﷺ نے اپنی نورانیت کا انکار فرمایا ہو۔

☆ یا کسی ایک صحابی کا فرمان پیش کردو جس میں نورانیت محمدی ﷺ کا انکار ہو۔

لیکن میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کوئی بڑے سے بڑا وہابی نجدی دیوبندی مولوی قرآن و حدیث میں سے کوئی ایک ایسا حوالہ پیش نہیں کرسکتا۔انشاءاللہ عزوجل۔

{.....التماس.....}

اگر کتاب کے اندر کوئی لفظی، معنوی یا اخلاقی غلطی ہوگئی ہو یا کوئی بھی غیر تحقیقی بات قلم سے نکل گئی ہو تو کوئی بھی ساتھی مطلع کرسکتا ہے۔کتاب میں پوری پوری کوشش کی گئی ہے کہ تمام عبارت بحوالہ لکھیں اور کسی قسم کی لفظی یا معنوی غلطی نہ ہو لیکن پھر بھی اکثر کمپوزنگ میں غلطی ہوجاتی ہے اگر کسی پڑھنے والے کو کسی قسم کی غلطی نظر آئے تو فوراً مطلع کریں تاکہ درست کی جائے۔کتاب کے بارے میں اصلاحی مشورہ یا کوئی بھی بات و مسئلہ ای میل پر بھیجا جاسکتا ہے۔

Nusratulhaq@yahoo.com

Zafarulqadri@gmail.com